بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الباطل کان زهوقا و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین

(افغیر اللّٰہ ابتغی حکما و هو الذی انزل الیکم الکتب مفصلا)

مثل نورہ کمشکوٰة فیها مصباح المصباح

اوقات الصلوٰة

مما جاء

فی آیٰت بیّنٰت

١٣٥٢ھ — جس کو — ١٩٣٣ء

خادم القوم سید محمد رفیع الدین شاہ مسلم اہل البیت

(حال مقیم ٹیکسلا ضلع راولپنڈی) نے محض رفاہِ عام کی خاطر مطبع

اقبال برقی پریس اندرون لوہاری دروازہ لاہور سے چھپوا کر مفت شائع کیا۔

حقیقت کے زیر اثر و عنوان کما حقہٗ بیان کرتے ہیں کونسی چیز مانع و حارج ہو
سکتی ہے۔ جبکہ بلا دریغ (۳) یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ پ۵ کا احتمال
بھی مدنظر متصور ہو۔ کاش! یہ لوگ اس خیر خواہ الرحم الراحمین کی طرف رجوع کر کے
اسکی تعلیم پر چلتے۔ جس جامع المتفرقین نے اپنی کمال شفقت و حکمت سے ان تمام
پراگندہ حال بباعث جملہ بد اعمالیوں کے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونے والے
مختلف فرقوں اور جماعتوں میں پھنسے ہوئے نفوس کو آغوشِ رحمت میں لینے کے لئے
حکم ذیل نافذ فرمایا ہے۔ تاکہ سب مِلکر ایمان کی خواہش رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے
بچھائے ہوئے الدِّیْنِ الْقَیِّمِ ایسے دسترخوان سے نعمہائے دنیوی و آخروی کو
مُساویانہ حاصل کرکے شاداب و سرشار ہوتے ہوئے شکرِ نعمت بجالادیں۔ اور
آقائے حقیقی کو پہچانیں۔ قال اللہ تعالیٰ فی امامٍ مبین :-

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ
اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی
رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْٓا
اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ بَغْتَۃً وَّاَنْتُمْ
لَا تَشْعُرُوْنَ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰہِ وَاِنْ
کُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ہَدٰىنِیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ
اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَی الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ کَرَّۃً فَاَکُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ پ۲۴

ترجمہ۔ (اے امام المتقین نبی آخر زمان! تو ہر اجلاس میں اعلانِ رحمانی کی منادی
کردیا کر کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ذوالجلال والاکرام الملک القدوس فرماتا ہے) اے میرے بندو

---

۱ سوائے اسکے نہیں کہ میں حکم کیا گیا ہوں۔ یہ کہ عبادت کروں اس شہر کے پروردگار کی۔
جس نے حرمت دی اس کو۔ اور واسطے اس کے ہے ہر چیز۔ اور حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ
ہمیشہ مسلمانوں سے رہوں۔ اور یہ کہ پڑھوں میں قرآن۔

۲ نہیں بولتا (پیغمبر خدا) اپنی خواہش سے نہیں وہ کوئی دوسری چیز مگر وحی کہ بھیجی جاتی ہے

۳ بدل ڈالتے ہیں باتوں کو اس کی اصلی جگہ سے۔

ہرگز آیۃ کریمہ (۱) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ پ۲۸ ۲۹ میں غور کرنے سوچنے اور سمجھنے پر متوجہ و مائل نہیں ہوتے ۔ بلکہ (۲) مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ پ۲۱ کے مطابق ہر گروہ ڈیڑھ بنکر اپنے ہی دُھن میں مگن اور اپنے ہی تخیّل باطلہ پر اتراتے اور بغلیں بجاتے پھرتے ہیں ۔ کیا کسی محقق کو ایسے صاحبانِ بانمکین سے پوچھنے کا حق نہیں ۔ کہ پیغمبر عربی جناب محمد الرسول اللہ سلام علیہ کا قول کس حد تک قابل قدر تھا ۔ کہ اس کی تصدیق و تائید میں عملی جامہ نہ پہنایا گیا ۔ اور اگر فعلی ترغیب ثابت تھی ۔ تو کونسی مصلحت کے مطابق و موافق قولی تعلیم و تحریص مفقود کی گئی ۔ اور آیۃ مذکورہ نمبر اول کو کیوں نظر انداز کیا گیا ۔ نیز (۳) یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَ اللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ ۔ پ۶ ۱۴ کے حکم کی کیا حق ادائی ہوئی ۔ جب رسالت رسول قولی و فعلی تعلیم کا ایک مجموعہ منجانب اللہ معین و مقرر ہو چکا تھا ۔ تو اُسے قولاً و فعلاً آگے جاری نہ کرنا کیوں کر غیر ممکن ہو سکتا ۔ جبکہ ہر قسم کی ضرر رسانی سے آپ مامون و محفوظ گردانے گئے تھے ۔ اور اگر کوئی فرقہ اس امر پر متفق الرائے ہے ۔ کہ پیغمبر صاحب کے اقوال و افعال مساوی طور پر بوجہ نمونہ ہدایت قابل قدر و اقتدی ہیں ۔ تو لازم و ملزوم ہونے کی حیثیت میں نقشہ عملیات اور ترکیب ادعیات کا ثبوت (۱) اِنَّمَاۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَ لَهٗ كُلُّ شَیْءٍ وَّ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ پ۲۰ ۳ ۔ اور (۲) وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى پ۲۷ ۵ کی

۱؎ اے ایماندار لوگو! کیوں کہتے ہو وہ بات جو تم نہیں کرتے ۔ بڑی بھاری ناخوشی ہے ۔ اللہ کے نزدیک یہ کہ کہو جو کچھ کہ نہیں کرتے ۔

۲؎ (اے نمازیو کنارہ کش رہو) اُن مشرکوں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا دین اپنا اور ہو گئے فرقہ فرقہ ۔ ہر گروہ ساتھ اس چیز کے جو ان کے پاس ہے ۔ خوش ہیں ۔

۳؎ اے رسول مقبول پہنچا دے ۔ جو کچھ کہ اُتارا گیا ہے تیری طرف پروردگار تیرے سے ۔ اور اگر نہ کیے تو پس نہ پہنچایا تو نے پیغام رب اپنے کا ۔ تو خوفزدہ نہ ہو کیونکہ اللہ مامون و محفوظ رکھیگا تجھکو لوگوں کی شرارت سے تحقیق اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم کافروں کو جبراً دفعہً ۔

پیارے ناظرین! آپ کو دنیا کے ہر ملت و مذہب کی طرف نظر کرنے سے بخوبی معلوم ہو چکا ہوگا۔ کہ ہر فرقہ غیر قرآنی بہوائے نفس محض اپنے وہم و گمان یا تقلید شخصی سے گونا گوں عبادات و مناسکات کے طریقے خلقِ خدا کو بدراہ کرنے کی خاطر تراش رکھے ہیں۔ جن کا نہ اصل پر مدار اور نہ فروع سے کچھ واسطہ و تعلق ہے۔ بعض ایسے عقل کے دشمن واقع ہوئے ہیں۔ جو قرآن المجید کو مشکل و عقدۂ لاینحل قرار دیکر دست برداری اختیار کرتے ہوئے دیگر خارجی و مسائل کی بنا پر ان کا وجود مثل جالِ عنکبوت ثابت کر دینے کی بے جا کوشش کرتے رہتے ہیں۔ جو الدین الخالص کے حق میں باعث توہین و حقارت سمجھی جاتی ہیں۔ پھر ان میں بھی اتفاق و اتحاد مثل عنقا غیر ممکن نظر آتا ہے۔ کسی فرقہ کا عقیدہ صرف قولِ رسول نہ کہ فعل رسول پر منحصر ہے۔ کوئی فعل رسول کو قول رسول پر ترجیح دینے میں نمایاں درجہ رکھتا ہے۔ لیکن بصد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ وہ

فہرستِ مضامین

والی شرط موجود ہے۔ یعنی مشرق و مغرب کی طرف منہ پھیرنا چراغ رحمانی کی پیروی کرتے ہوئے عمل میں لایا جانا مطلوب ہے۔ تاکہ اہل قطبین (قطب شمالی و قطب جنوبی والے حزب اللہ) ایک ہی مسلک پر اور ایک ہی وقت میں بلا تکرار وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ کے ایما کے مطابق دہنے و بائیں بازوؤں کی معیت سے یکجہت ہو کر (نہ ایک دوسرے کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے) وحدہٗ لاشریک کی حاضری بجالادیں۔ الغرض جب آپ نے اوقات الصلوٰۃ میں رُخ قائم کرنے کا طریقہ معلوم کر لیا۔ تو چونکہ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ[1] پ۲۸ کے مطابق سب اقوام عالم خصوصاً سب رسولوں اور نبیوں کے لئے ابراہیمی نیک چال رہبر کامل راہ حق عند اللہ منظور و مقبول ہو چکا تھا۔ لہٰذا[2] اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ پ۱۴ والے امر کی رُو سے اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ کی ترغیب فرمائی تاکہ[3] وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى پ۱ کی پیروی کرتے ہوئے جس طرح وہ افضل البشر[4] وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا پ۱۷ کے مطابق خدائی مکان میں جگہ پکڑ کر شرک سے بریّت ظاہر کرتا تھا۔ اسی طرح دو زانوں بیٹھ کر سب سے ابتدائی رکن بغرض اوّاب اور سب سے آخری یعنے چودھواں رکن بغرض اناب ادا ہو۔ بس یہی چودہ درجوں والا بمنزل العروۃ الوثقیٰ محفوظ و مامون جگہ اور مقام کا نقشہ جمانا الدین القیّم منجانب اللہ معیّن و مقرر ہے۔ جس کے در پردہ بارہ منزلیں بایں ترتیب مذکور ہیں۔ (۱) وَاَسْلِمُوْا لَهٗ اور متصل ہی بعد درجات اوّابین و منیبین کے ابراہیمی مُصَلًّى والے سلسلہ صلوٰۃ وَطَهِّرْ بَيْتِيَ کی غرض سے نصل الخطاب۔

---

[1] تحقیق تمہارے لئے پیروی نیک ابراہیم اور اُن لوگوں کے بیچ ہے۔ جو اسکے ساتھ تھے۔

[2] یہ کہ پیروی کر دین ابراہیم حنیف کی کیونکہ نہیں تھا شریک لانے والوں سے۔

[3] اور پکڑو تم مقام ابراہیم کو جائے نماز۔

[4] اور جس وقت جگہ مقرر کر دی ہم نے واسطے ابراہیم کے مکان بیت [illegible] شریک لاوے تو ساتھ میرے کسی چیز کو۔

جنہوں نے زیادتی کی ہو گناہ کرنے میں اپنے نفسوں پر یعنے جن کے رگ وریشہ میں گناہوں کی بحد آلائشیں رچ گئی ہوں۔ ایسے گنہگار اور تقصیروار ایمان کی غرض رکھنے والے اپنی بداعمالیوں کو دیکھکر اللہ کی رحمت اور راحت سے ہرگز ناامید و غیر مطمئن نہ ہو جاویں تحقیق اللہ تعالیٰ معاف کر دینے والا ہے۔ ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں کو کیونکہ حقیقتاً وہ ذاتِ مقدس وہی ذوالجلال والاکرام بخشنے والا تائب و نادم ہونے والوں کو اور از حد مہربان ہوتا ہے ثابت قدم رہنے والوں پر یعنے پچھلے گناہوں کے بخش دینے میں تو الغفور ہے۔ اور آئندہ ثواب و اجرات دینے میں الرحیم۔ پس آمادہ ہو جاؤ دل و جان سے نماز قرآنی کے ادا کرنے پر قبلہ رُو ہو کر حسب موقعہ مشرق و مغرب کی طرف منہ پھیرتے ہوئے۔ یعنے اگر تہجد و فجر کی نمازیں پڑھنی ہوں تو مشرق کی طرف جدہر چراغ رحمانی رہبری کرتا ہو رُخ پھیر دیا جاوے۔ اور اگر ظہر و شام کی نمازیں ادا کرنی ہوں تو مغرب کی طرف رُخ بدلا جاوے تاکہ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [1]۔ کا لحاظ رکھتے ہوئے فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [2] کے مرتبے کو پہنچ سکو۔ ان ہر دو آیتوں کی رُو سے اللہ تعالیٰ نے دونوں جہتوں کو مساوی حق دیا ہوا ہے۔ جن کی طرف منہ پھیرنے سے مساوی طور پر رضامندی ربانی موہوب ہوتی ہے۔ اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جا سکتا۔ کہ بلا وجہ و بلا حکمت شتر بے مہار کی طرح جدھر جی چاہے۔ ہوائے نفس کی پیروی کرتے ہوئے رخ پھیر دیا جاوے۔ اور اپنے خیالِ باطل سے خود کو رضامندی ربانی کا حقدار سمجھے۔ بلکہ اس رضا جوئی کے لئے وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

---

[1] اور یاد رکھو کہ نہیں بھلائی بیچ اسکے کہ آؤ تم اللہ کے گھروں میں انکی پیٹھ سے ولیکن بھلائی واسطے اُس شخص کے ہے۔ کہ پرہیزگاری کرے۔ اور آوے اِن گھروں میں دروازوں سے پس ڈرو اے لوگو اللہ سے تاکہ تم ہر طرح سے فلاح پاؤ۔

[2] پس جدھر کو منہ کرو تم سو وہیں ہے منہ اللہ کا (اسکی رضامندی) تحقیق اللہ تعالیٰ ہی سب کو گھیرنے والا اور جاننے والا ہے۔

کے ابتدائی حصّہ میں ادا کرنے کی تلقین کرتا۔ تو ضرور ہو جاتے ایسا عمل کرنے پر پرہیزگاروں
سے یا جس وقت عذاب قیامت کا دیکھو گے تو کہو گے۔ کاش! اگر میرے لئے ہوتا دوبارہ
پھرنا جیسے نماز کے سبعًا من المثانی والے چودہ[14] رکنوں کے درمیان سے پھرنا ہوتا ہے۔
یعنے اول حصّہ والے ساتویں رکن کے سجدہ سے کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ تاکہ دوسرے حصّے
میں سات ارکان طے کئے جاویں۔ تو قدرۃ الطّواف کے تحت میں دوسرے حصّے والے قیام۔
قعود۔ رکوع اور سجود بجالانے سے میانہ رو نیکوکاروں سے ہو جاتا۔

الغرض آیات مذکورۃ الصدر کے اقتباس سے ناظرین کرام پر نماز قرآنی کی
حقیقت حال بخوبی آشکارا ہو چکی ہوگی۔ کہ اس کا قائم کرنا فرداً فرداً نہیں۔ بلکہ فطرۃ
اللّٰہ و خلق اللّٰہ کے مطابق چودہ[14] درجوں میں گول دائرہ باندھنا مطلوب ہے۔ جو بلا ابتداء
بلا انتہا منازل طے کرنے کے بغیر کبھی مکمل صورت اختیار نہیں کر سکتی۔ اور اسی سلسلۂ عملیات
کی توقیر کرنے اور ادعیات مقررہ کو ہر منزل متعلقہ پر گردان کرنے سے امداد ربّانی کے ترادف
نماز قرآنی کے ذریعہ ظلمات سے نور الٰہی کی طرف نکل آنا مراد ہے۔ جو اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی
عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَ لَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۔ پ[21] ترجمہ
تحقیق نماز قرآنی روکتی ہے ہر خضوع و خشوع سے پڑھنے والے کو ظاہری بے حیائی
اور پوشیدہ کجروی اور بیہودگی سے اور البتہ یہی ذکر اور یادگیری اللہ کی تقویٰ اور
پرہیزگاری کے برحال و برقرار رکھنے کے لئے بہت ہی بڑی دستگیری اور سبیل امداد
ہے۔ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بخوبی واقف ہے۔ ان تمام غیر قرآنی نمازوں سے جو تم خود اپنے
تخیّل باطل سے جوڑ لیا کرتے ہو)۔ سے بخوبی واضح و روشن ہے۔ گو اسکے ثبوت میں وسیع
پیمانے پر براہین قاطع علیحدہ شائع کرنے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ بندوبست کیا جا رہا
ہے۔ تاہم اس نسخہ صلواۃ و زکواۃ میں کسی قدر مختصراً بغرض حصول واقفیت
مندرج ہے۔ تاکہ جو مفصّل حالات اس میں داخل ہوں۔ ان کا خلاصہ ہر خاص و عام کی
تیقن کی خاطر اس میں سے بھی عیاں ہو سکے۔ بس اگر اولو الابصار و اولو الالباب آیۃ
مقولۂ بالا کو بغور مطالعہ کریں۔ تو یہ امر ہرگز مخفی نہیں رہ سکتا۔ کہ جس نماز قرآنی کے بجا
لانے پر باران رحمت و مغفرت کی امید واثق ہے۔ اسی کے ہر رکن و ہر جز کے مفقود
و معدوم کر دینے پر تعزیری تازیانہ بھی مذکور و مکتوب ہے۔ جس کو ہم ایک لمحہ بھر کیلئے

یعنے روانگی اور بلاپ کا دائرہ تنگ کیا جاوے۔ کما قال اللہ تعالیٰ :۔۔۔۔۔۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۔ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ پ ۲۱ ۔

ترجمہ۔ اے صاحب القرآن! پس کھڑا ہو جا متوجہ ہو کر واسطے عبادت ربانی کے اور پر دین حنیفی ابراہیمی کے۔ یعنے لازم پکڑ اللہ کی پیدائش کو جو پیدا کیا لوگوں کو اوپر اس کے نہ بدلا یا چاہیئے پیدائش خدا کی کو۔ یہی ہے وہ اندازوں منزلوں اور درجوں والا دین (عند اللہ منظور و مقبول بلا تغییر تبدل کے درست ہے۔ لیکن بہت لوگ اس حکمت کو نہیں جانتے۔

آیۃ کریمہ میں ف تاقیبی دو زانوں بیٹھنے سے متصل دوسری حالت کا بدلنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ بعد اواب ہو چکے کھڑا ہو کر اقامت الفصل والارکن ہاتھ چھوڑ کر ادا ہو اور اس کا رکوع بعد گیارہ رکنوں کے زمین پر ہاتھ ٹیک کر بجالایا جاوے۔ انابت الی اللہ کرنا اور مشرف باسلام ہونا عذاب کے آنے سے پہلے ضروری ہے۔ اگر اس موقعہ زرین کو کھودیا اور بے عمل ہی ٹکے رہے۔ تو ہر گز تمہارے بچاؤ کی خاطر کوئی بھی کسی طرح کی امداد نہ ہوگی۔ فصل الخطاب والے دائرہ کے اندر بعد اقامت الفصل کے۔ (۲) پیروی کرو بلا افراط و تفریط بذریعہ اُس ہر رکن صلواۃ مع زکواۃ کے جو بصورت قیام وقعود اور رکوع وسجود کے تمہارے پروردگار کی جناب پاک سے تمہاری طرف اُتاری جا چکی ہیں۔ یعنی نو صلواتوں اور نو ہی زکواتوں کو مابین قیامۃ الطواف اور قعدۃ الطواف کے بلا تردد ادا کیا جاوے۔ اِن مذکورہ بالا رکنوں کو بین الدفتین ادا کرنا اشد ضروری ہے پیشتر اسکے کہ آوے عذاب اچانک در آنحالیکہ تم اس کے وقوع ہونے سے ناآشنا اور بے خبر ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ پھر ایسے بیش بہا وقت غنیمت کو کھو بیٹھنے پر ہر متنفس کہنے لگے ھیہات اور افسوس اپنی تقصیر پر جو نہ حق ادائی کی پروردگار کی قیاماً وقعوداً مع رکعاً وسجداً آٹھ رکنوں کی۔ باوجود عطے جنوبھم والے نانوں یعنے ارفع رکن جیسی بڑی قربانی دینے میں اور ہو گیا ہوں البتہ سخت ٹوٹا پانے والوں سے۔ یا کہو گے تم اگر اللہ تعالیٰ ہدایت کرتا ہمکو تو البتہ ہو جاتے پرہیز گاروں سے یعنے اگر ہم خواہش ظاہر کرتے۔ اور اللہ بھی قیاماً وقعوداً مع رکعاً وسجداً کے قیامۃ الطواف

آشکارا ہو جاتی ہے۔ کہ اَلَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ سے مراد وہ لوگ ہوئے جو کتاب اللہ المجید کے جملہ برکات سے محروم ہو کر تقریرات و تحریرات غیر اللہ میں محو رہتے ہوئے اور حدود شکنی کرتے ہوئے ظالم بن جاتے ہیں۔ انہیں مسرفین گنہگار کو پروردگار عالم ؎ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ - کے مطابق کتاب اللہ کے منجانب اللہ ہونے کا یقین دلا کر لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کے ذریعہ حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا کے رُو سے ناکامیاب اور مستوجب عذاب کے باعث حیران و پریشان ہونے والوں کو اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ کی حیثیت سے کفر اور دوزخ کے گڑھے میں گرتے ہوؤں کو بذریعہ اپنے اُسی ہدایت نامہ یعنی قرآن مجید کے ہدایت بخشتا ہے۔ جس کی شان میں یُوں مذکور ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ - یعنی یہ عظیم الشان جامع کمالات کتاب ربانی ہے جس میں ذرّہ بھر شک و شبہ کا امکان اور گنجائش نہیں ہو سکتی۔ یہی واضح و روشن ہدایت ہے واسطے خوف خدا رکھنے والے پرہیزگاروں کے۔ گویا یہ قرآن کھلم کھلا معاون و مددگار اور نور و بشارت ہے واسطے اُن متقین کے جو ایمان رکھیں ساتھ غیب قرآنی کے اور بالخصوص قائم کرنے والے ہوں نماز قرآنی کو اور ان تمام جانی و مالی نعمتوں کو جو پایا ہے

؎ ترجمہ ۔ اور اگر اس چیز کے بارے میں جو اُتاری ہے ہم نے اپنے بندے پر کسی شک میں پڑ جاؤ۔ پس پیش ہو جاؤ ساتھ ایک سُورت مانند اس کے سے اور پکارو اپنے حمایتوں کو سوائے اللہ کے۔ اگر تم ایسا کرنے میں سچے ہو۔ پس اگر نہیں تم کرو گے اور ابد الآباد ہرگز نہ کر سکو گے۔ پس ڈرو دوزخ کی آگ سے۔ جو ایندھن اس کا آدمی اور پتھر ہوں گے تیار کی جاوے گی واسطے کافروں کے۔

بھی فروگذاشت نہیں کرسکتے۔ اور نہ ہی برداشت کرنے کی ہمت و طاقت رکھ سکتے ہیں کیونکہ دنیائے فانی میں خوف خدا ہی ایک ایسی نعمت ہے۔ جس سے انسان اپنے عادات و اطوار کو اچھے پیمانے پر سدھار سکتا ہے۔ اور نیک خصائل و اخلاقِ حمیدہ کا خوگر بنکر بامداد ربانی و بحفاظت رحمانی دنیوی و اُخروی کے تمام مصائب سے بچ جاتا ہے۔ اگر کسی کو کسی عذاب کرنے والی چیز کی بُرائیوں کا اندیشہ اور ڈر نہ ہو تو وہ شتر بے مہار ہو کر اندھا دھند کسی خندق میں گر کر ہلاک ہو جاوے۔ اِس لئے اُس خیر خواہ حقیقی اور رہبر کامل نے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ پ ۶۔ (ترجمہ۔ اے ایماندارو! ڈرو اللہ تعالیٰ کی مخالفت سے اور تلاش کرو اس کا قرب حاصل کرنے کیلئے وسیلہ اور محنت و کوشش کرو اسکی راہ میں تاکہ تم ابدی فلاح پاؤ۔) کا امر صادر فرمادیا۔ تاکہ اللہ کی بے فرمانی کرنے سے لرزاں و ہراساں ہو کر فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ پ ۲ کی تعمیل میں قولی عاجزی و خشوع کا اظہار و عیاتِ قرآنی کے ذریعہ کریں۔ اور وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ پ ۲ کے منشاء کے مطابق اس کی تمام نشانات مقررہ کے رُو سے فعلی و عملی جامہ پہنیں۔ تاکہ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ پ ۳۰ والے ذریعہ و وسیلہ کو ڈھونڈھکر اسی پرکار بند رہنے کی بے حد کوشش کرتے ہوئے دارین کی فلاحیت و اصلی کامیابی اور قبولیت ربانی کو پاجاویں۔

بلاریب یہ فیصل شدہ امر ہے۔ کہ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ۔ پ ۲۶ یعنی تحقیق تم میں سے سب سے بزرگ اور باعزت و باوقار وہی شخص ہے۔ جو اللہ کے نزدیک سب سے بڑھکر متقی و پرہیزگار ہو۔ اور بس۔ جب خوفِ الٰہی ہر انسان کیلئے ضروری ہوا۔ تو اس کے اسباب معلوم کرنے کیلئے آیۃ ذیل میں نظر تعمق ڈالنی لازمی آتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ :۔

اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ۔ پ ۱۱ (ترجمہ۔ بیشک رات اور دن کے تغیر و تبدل ہونے میں اور ہر ایک چیز جو زمین و آسمان میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے پیدا کی ہے۔ البتہ بھاری نشانیاں ہیں عبرت و نصیحت پانے کو واسطے اُن لوگوں کے جو پرہیزگاری کریں۔

آیۃ ہذا کو ماقبل مذکورۃ الصدر آیۃ کے ساتھ تطبیق دینے سے یہ بات بخوبی

رات چھا جاتی ہے۔ (ج) وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ۔ پ۳۰۔ اور
کامل رات اُس وقت جانے لگتی ہے۔ جب صبح (مقابل سمت سے) دم لے لیتی ہے۔ یعنے
سُورج جب ایک طبق میں ڈھانپا جاتا ہے تو دوسرے طبق میں صبح کے وقت طلوع ہونے
لگتا ہے۔ (د) وَالَّیْلِ اِذْ اَدْبَرَ وَالصُّبْحِ اِذَا اَسْفَرَ۔ پ۲۹/۱۶۔ یعنے جس اثنا میں
کامل رات ایک قطبی حصّہ کو دن سے پیٹھ پھیرتے ہوئے سیاہ کر دیتی ہے۔ اُسی اثنا میں
کامل صبح رات سے پیٹھ پھیرتے ہوئے دوسرے قطبی حصّہ کو روشن کر دیتا ہے۔
(س) وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا۔ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا۔ وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا۔ وَالَّیْلِ اِذَا
یَغْشٰهَا۔ ترجمہ۔ قسم ہے سُورج اور اس کی دھوپ پیدا کرنے والے رب کی
اور چاند کے پیدا کرنے والے رب کی جب وہ چل پڑے پیچھے اس (سُورج) کے۔ اور دن
کے پیدا کرنے والے کی۔ جب ظاہر کرے اس سُورج کو۔ اور قسم ہے رات کے بنانیوالے
کی۔ جب (چاروں طرف سے) ڈھانک لے اِس (سُورج) کو۔

المدعا جب اِن آیاتِ بیّنات کے بموجب ہمیں دو متضاد چیزوں کا فرق معلوم ہو گیا
کہ جب ایک قطبی علاقہ میں شفق کے دُور ہوتے ہی کامل رات چھا جاتی اور دوسرے
قطبی علاقہ میں فوراً صبح یعنے چاشت کا وقت نمودار ہو جاتا ہے۔ تو بلا کسی مزید محنت
اور تکلیف برداشت کرنے کے دیگر مشمول و ملحقہ حصّوں کا بھی بلا شبہ و تردّد
پتہ لگ جانا کوئی تعجب کی بات نہیں ہو سکتی۔ پس ناظرین وَاللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیْلَ وَالنَّهَارَ
پ۲۹/۱۴۔ کا معائنہ و مطالعہ [۲] اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ پ۲۳ والے
اُصول کے مطابق کرتے ہوئے بتا دیں کہ آیا ضحیٰ غاسق کا۔ تہجّد دلوک کا۔ اور فجر
غسق الیل کا متشابہ ہوتے ہوئے مثانی یعنے جوڑا جوڑ اکہلانے کا حق رکھ سکتے ہیں یا
نہیں؟ جبکہ ضحیٰ کا وقت [۳] وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ۔ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ
وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ۔ پ۲۷۔ اور وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ

---

[۱] اور اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ رات اور دن کا اندازہ کرنا۔ [۲] اللہ ہی نے اُتاری ہے بہتر کلام
یعنے بات بصورت کتاب ملتی جلتی ہم سیرت اور ہر امر میں دھرائی گئی۔
[۳] اور آسمان کو بلند کیا اس کو اور اُتنا ہی نیچے لیجا کر رکھی ترازو یعنے اوپر نیچے آسمان کو برابر کیا۔

ہم نے ان کو راہِ حق میں خرچ کرنے والے ہوں۔

الغرض جب مومنین کے لئے متقین بننا اور متقین کے لئے حق الیقین وعین الیقین نماز قرآنی کا پابند ہونا لازمی ہے۔ جیسے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ٥ (ترجمہ۔ تحقیق فلاح پائی ایمان والوں نے۔ وہ جو اپنی نمازیں زاری کرنے والے ہیں) سے ظاہر ہے۔ تو نمازگذار ہونے کے لئے پروردگار نے دو قسم کے نشانات (اول) اختلاف الّیل والنہار اور (دوم) وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مقرر و معین کردیئے۔ جو اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا کی غرض سے اسکے العفور اور الرحیم ہونے کی بیّن دلیلیں ہیں۔ کیونکہ یہ وہ عظیم الشان اور بابرکت نشانات ہیں۔ جنکے ذریعے ہر قصوروار اور گناہگار انسان اپنے گناہوں کی معافی طلب کرسکتا ہے۔ جیسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

بابِ اوّل

اِختلاف الّیل والنہار سے کیا مُراد ہے؟

اِختلافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ سے من کل الوجوہ کامل تغیر و تبدل واقع ہونا مراد ہے۔ جو ایک کے پاسنہ بدلنے پر دوسرا پورے طور پر متاثر ہو۔ کما قال اللّٰہ تعالیٰ: — وَالَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۱۳ (ترجمہ) یقیناً جونہی رات ایک طبقہ ارض و سما میں کامل طور پر چھا جاتی ہے۔ تیوں ہی دن اتم و اکمل طور پر دوسرے طبقہ پر تاباں و باہر ہو جاتا ہے۔ یعنے اگر سورج سارے دن سفر کرتا ہوا غاسق اِذَا وَقَبَ میں جا داخل ہو۔ تو فوراً دوسرے علاقہ میں طلوع یا فلق ہو کر میدان ضُحیٰ میں جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ (ب) وَالضُّحٰی وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ۱۳ ۔ اور جان لو کہ دن کی وصوب طبقہ قطب شمالی میں تب عیاں ہوتی ہے۔ جب اس کے عقبی علاقہ قطب جنوبی میں کامل

جلوہ گر ہوتا ہے۔ تو بلا شبہ اسکے عقبی علاقہ یعنے قطب شمالی میں عین نصف اللیل ہوتی ہے۔ گویا ہر دو جزیں حسب موقع و ضرورت باہم قائمقام ہونے کا درجہ رکھتی ہیں۔ جیسے وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ اللَّيْلَ وَ النَّهَارَ خِلْفَةً ۱۹ پ سے بخوبی ثابت ہے۔ کہ رات اور دن ایک دوسرے کے قائمقام ہوکر وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ والے امر کے ذریعہ ہر دو طبقات الارض والسماء میں متمکن عباد الرحمٰن کو باجماعت ایک ہی وقت میں ایک ہی ساتھ رب العٰلمین کے جناب پاک میں سرنگوں ہونے کو آمادہ کیا گیا ہے۔ تاکہ قطب شمالی کے رہنے والے اور قطب جنوبی میں رہنے والے لوگ یمیناً و شمالاً صف آرا و بجہت ہو کر باجماعت بلا امتیاز عبادتِ ربانی بجالا دیں۔ اور اس طرح قطب جنوبی والے فجر کی نماز اُسوقت پڑھیں۔ جب قطب شمالی والے شام کی نماز پڑھنے لگیں۔ اور دلوک کی نماز اُسوقت جب وہ تہجد کی نماز ادا کریں۔ علیٰ ہذا القیاس قطب شمالی والے بھی فجر اور دلوک کی نمازیں انہیں وقتوں میں ادا کریں۔ جب قطب جنوبی والے شام اور تہجد پڑھتے ہوں۔ کیونکہ مذکورہ بالا آیۃ کا لفظ خِلْفَةً اِس امر پر قوی دلیل ہے۔ کہ دن رات کا اور رات دن کا قائمقام ہوتا ہے۔ جب سالم رات اور سالم دن بلاکم و کاست طول و عرض میں مساوی اور مثالی بن جاتے ہیں۔ تو اُن کے متعلقہ و مشمولہ ٹکڑوں۔ اعضاؤں کو ناپنے سے کیا یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی۔ کہ دلوک تہجد کا اور تہجد دلوک کا۔ شام فجر کا اور فجر شام کا۔ غاسقِ ضحیٰ کا اور ضحیٰ غاسق کا۔ نصف اللیل نصف النہار کا۔ اور نصف النہار نصف اللیل کا خلیفہ و قائمقام ہو۔ پس جو متنفس ایک وقت میں ایک گنا کام کرنے پر متعین کیا گیا ہو۔ اُس کے خلیفہ یا قائمقام سے ایک ہی وقت میں دوگنا کام کیونکر لیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح اگر دلوک کو تہجد کا خلیفہ مقرر کر کے اس میں دو نمازیں ظہر اور عصر پڑہائی جاتی ہیں۔ تو تہجد بھی تو دلوک کا خلیفہ ہونے کی حیثیت میں دو ہی نمازوں کا عدلاً و انصافاً مستحق ہو سکتا ہے۔ سو اس میں دوسری نماز کیوں نہیں کی گئی؟ نیز غاسقٍ اِذَا وَقَبَ بو حیثیت خلیفہ ضحیٰ اذا فلق اگر حقدار سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ اس میں نماز خفتن ادا ہو۔ تو اس صورت سے ضحیٰ بھی غاسق کا خلیفہ ہے۔ سو اس کی خلافت کے احترام میں اسمیں نماز پڑھنے کا حکم کیوں موجود فی القرآن نہیں؟ میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ ایسا غیر منصفانہ طریقہ

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ - پ ۲۷ جیسے ناقابل شکست اصولات کے مطابق طول و عرض میں. غاسق والے وقت کے برابر ہو۔ نیز تہجد۔ دلوک اور فجر مسنون یعنے شام کے برابر و متقابل ایک دوسرے کی پُشت پناہ ہوتے ہوئے رشتہ زوجیت میں منعقد سمجھے جاتے ہوں۔ کقولہ تعالٰے :۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ وَ یُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ الآیۃ پ ۲۱۔ (ترجمہ۔ اے صاحب قرآن کیا تو غور نہیں کرتا۔ کہ تحقیق اللہ ہی داخل کرتا ہے رات کو دن میں۔ اور داخل کرتا ہے دن کو رات میں۔ اور تابع فرمان کر رکھے ہیں سورج اور چاندکو۔

آب ناظرین تدبر سے کام لیں۔ کہ جب رات اور دن جیسی بڑی جنسیں ایکدوسرے کی تہ میں مساوی طور پر آجاتی ہیں۔ توان کے اندرونی جوڑ اور اعضا رکیوں نہ ایک دوسرے کے اندر اندازہ کے ساتھ لپیٹے جاسکیں۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جس طرح رات اور دن ایک دوسرے کو از ابتدا رتا انتہا طول و عرض کو وسیع پیمانے میں قائم کرتے ہوئے برابر رکھ سکتے ہیں۔ اسی طرح یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّھَارِ کی حالت میں شام فجر میں۔ غاسق ضحیٰ میں۔ نصف الّیل نصف النہار میں۔ اور تہجد دلوک میں۔ اور بصورت یُوْلِجُ النَّھَارَ فِی الَّیْلِ کے فجر شام میں۔ ضحیٰ اِذا افلق میں۔ غاسق اِذا وقب میں۔ نصف النہار نصف الیل میں اور دلوک تہجد میں داخل ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ جب سمت الرّاس یا نصف النہار سے سورج ڈھلنا شروع ہوتا ہے۔ تو اس کے پسِ پشت یعنے عقبی طبقہ میں نصف الّیل سے تہجد کا وقت نمودار ہو جاتا ہے۔ اور جب دلوک کے بعد سورج غروب ہو کر شام ہوتی ہے تو اسکے عقبی علاقہ میں ٹھیک پَو پھوٹتے ہی فجر ہو جاتی ہے۔ اور جب غسق الّیل کے بعد سورج دوسری دفعہ غروب ہو کر غسق الّیل کے متجاوز حصّہ یعنے غاسق میں داخل ہونے لگتا ہے تو اسکے عقبی علاقہ میں فوراً طلوع الشمس ہو کر ضحیٰ کا وقت ظاہر ہو جاتا ہے۔ بالآخر جب سورج ۴۸ منٹ کے اندازہ پر قطب جنوبی کے علاقہ میں بمقام سمت الرّاس

تاکہ نہ زیادتی کرو تم بیچ میزان کے۔ اور قائم کرنا اور سیدھا کر کے تولنا سیکھ جاؤ ساتھ [illegible] مت کم کرو تول کو۔

کرنے پر ہارون سلامٌ علیہ کو اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر کر گئے۔ اور اپنے مقاصد اعلےٰ کے بجا آوری کی خاطر یوں ارشاد فرمائے۔ وَقَالَ مُوْسیٰ لِاَخِیْہِ ھٰرُوْنَ اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَاَصْلِحْ وَلَا تَتَّبِعْ سَبِیْلَ الْمُفْسِدِیْنَ - پ۹ - یعنے فرمایا موسیٰ سلامٌ علیہ نے اپنے بھائی کو۔ اے ہارون خلیفہ ہو میرا میری قوم میں اور سنواریو میرے مامور من اللہ مقاصد عظیمہ کو۔ اور ہرگز مفسدوں کے راہ کی پیروی نہ کیجیو۔ لیکن جب آپ کی قوم ایک لعین سامری کے پھندے میں آکر گمراہ ہو گئی۔ اور خداوند کریم نے موسیٰ رسولِ رحمانی کو خبر کر دی۔ تو نہایت افسوس ناک حالت میں واپس تشریف لائے۔ اور آتے ہی اپنے بھائی پر ناراض ہوئے۔ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّکُمْ پ۹ یعنے کہا موسیٰ سلامٌ علیہ نے اپنے بھائی ہارون سلامٌ علیہ کو کہ برا ہے جو کچھ جانشینی اور خلافت کی میری میرے بعد۔ کیا شتابی کی تم نے اپنے رب کی حکم عدولی میں۔ تم کو تو کہا گیا تھا کہ کسی مفسد کی پیروی نہ کرنا۔ اور انہیں فرائض مقاصد کے بجا لانے میں میرے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی امر میں ایک شوشہ بھر فرق نہ ڈالنا جن کا میں عند اللہ ذمہ وار ٹھیرایا گیا ہوں۔ سو اس میری امانت کو تم نے پورے طور پر نہ نبھایا۔ جو پہلے متفق اور متحد کئے گئے تھے۔ اب سب الگ تھلگ ہی دکھائی دیتے ہیں۔ چنانچہ ہارون سلامٌ علیہ نے اپنی ثابت قدمی کے ساتھ معذور بیان کرکے اپنا دامن مبارک کو حکم عدولی کے تمام آلائشوں سے پاک وصاف ہونا ثابت کر دیا۔

الغرض قصہ ہذا کے بغور مطالعہ کرنے سے ناظرین کرام کو حق الیقین وعین الیقین معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ صرف ایک خلیفہ کہلانے والا بلاشبہ الٰہی قواعد وضوابط کا پابند ہوا کرتا ہے۔ جن پر سابق صدر جلسہ معمول متصور کیا گیا ہو۔ سو بادشاہ کا خلیفہ بھی شاہی اختیارات رکھا کرتا ہے نہ کچھ اور۔ جو جو فرائض سابق وزیر اعظم پر عاید تھے۔ وہی فرائض اسکے قائمقام اور جانشین پر بھی ہوں گے۔ جن فرائض کی بجا آوری پر سابق سپہ سالار افواج مامور ومتعین کیا گیا ہو۔ انہیں کاموں پر اس کا جانشین بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ ایسی کوئی مثال موجود نہیں کہ کسی بادشاہ نے کسی کا خلیفہ بنکر باوجود امورات سلطنت میں دخل انداز ہونے کے لوگوں کی حجامتوں کا

کیونکہ کفر آگیا۔ جس سے ایک دوسرے کا حق غصب ہوتا ہو۔ حالانکہ فجر و شام کے باہم قائمقام ہونے میں درجات و افعال یکساں تصور کئے گئے ہیں۔ اور ان میں کوئی فرق نہیں رکھا گیا۔ اور نہ ہی نصف النہار اور نصف اللیل کی خلافت میں ذرا بھر کمی بیشی جائز کی گئی ہے۔ ناظرین خود قرآنِ مجید کو بغور ملاحظہ فرماویں۔ کہ خداوند کریم ذوالجلال والاکرام نے خلیفۃ کی فَصَّلْنٰہُ تَفْصِیلًا کے مطابق بذریعہ دیگر آیات فرقانی کیسے توضیح فرمائی ہے۔ مشت نمونہ از خروارے ہدیۂ ناظرین کرتے ہوئے مستدعی ہوں کہ محض خالصًا لوجہ اللہ بہ نظرِ تعمق اصلی حقیقت پر آگاہی حاصل کریں۔

آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ سلامٌ علیہ کو اپنا رسول بنا لیا تو منجملہ دیگر نصیحتوں کے ایک یہ نصیحت بھی اسے فرمائی گئی تھی۔ فَلَا یَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا یُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى۔ ۱۶ پ۔ یعنے اے نبی پس نہ بند کرلے تجھ کو قیامت کی گھڑی میں فکر کرنے سے کوئی ایسا شخص جو اسپر ایمان نہیں لاتا۔ اور پیروی کرتا ہے اپنی ہی خواہش کی۔ پس ہلاک ہو جاوے تو۔ اس آیت سے متیقن طور پر اللہ کی عبادت کرنے اور لوگوں کے عملوں کو سدھارنے کا امر پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔ جس کا فوٹو اور حلیہ آیت ذیل سے عیاں ہو رہا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔ وَقَالَ مُوْسٰى یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ حَقِیْقٌ عَلٰۤى اَنْ لَّاۤ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَیِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِیَ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ پ۹

ترجمہ۔ اور یہ بھی سنو۔ کہ کہا تھا موسیٰ سلامٌ علیہ نے۔ اے فرعون تحقیق میں رسولِ امین مبعوث من رب العالمین ہوں۔ محکم و مستقل اور پختہ ہوں اس بات پر کہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ پر بجز سچ اور حق کے دوسری کوئی بات نہیں کہتا۔ یقیناً تمہارے پروردگار کی طرف سے تمہاری طرف روشن دلیل اور برہان قاطع لے کر آیا ہوں۔ پس تو یقین کر کے اور ایمان لا کر بنی اسرائیل کو میرے ہمراہ روانہ کر دے۔ پہلی اور دوسری آیت سے ناظرین کو پتہ لگ گیا ہو گا۔ کہ موسیٰ سلامٌ علیہ کے سپرد کیا کچھ فرائض ہوئے۔ کس طرح بنی اسرائیل پر تسلط جمانے کی غرض سے خلیفہ قرار پائے۔ اور کیونکر کلیۃً و جزیۃً حکم ربانی کے کامل طور پر پابند ٹھیرائے گئے۔ پھر دیکھیے کہ جب آپ چالیس رات کیلئے اپنی قوم سے الگ ہوتے ہیں۔ تو اپنی غیر حاضری میں اسی کام کو بعینہٖ و کما حقہٗ سرانجام

فرق رونما رہو۔ فَتَدَبَّرُوْا وَتَفَكَّرُوْا يَا أُولِي الْأَبْصَار۔

الغرض جب لیل اور نہار کے باہم جانشین اور قائم مقام بن جانے سے ہر ایک جز کا مثانی و متشابہ ہونا بعونہٖ تعالیٰ ثابت ہو چکا۔ تو ربّ العالمین کی برکت سے ناظرین کرام ایک قدم آگے بڑھ کر اس بات کے معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ کہ فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى نے بمشتملہ لیل و النہار اور مافیہا جزئیات والے سالم یوم میں سے کون کون سے دوزخی اوقات زینت المشرکین و الکافرین جو باعث نزول زحمت اور عذاب کے منحوس و نامبارک ابدی۔ اور کون کون سے فردوسی اوقات زینت المسلمین و المومنین جو باعث نزول رحمت و راحت کے نیک شگن و مبارک ابدی قرار دیئے ہیں۔ ملاحظہ ہو:—

حصّہ اوّل

اوقات خبیثات نحسیات زینۃ المشرکین والکافرین

خباثت آمیز و نحوست پذیر اوقات یا ایّام وہ مراد ہیں۔ جن میں مشرکین کافرین اور مفسدین اپنے لہو و لعب میں محو اور دنیوی زیب و زینت حاصل کرنے میں مصروف رہتے ہیں۔ اور ان کو انہیں اوقات میں شرارت اور فساد کی سوجھتی — اور وہیں عذاب کے گماشتے اکثر اُتارے جاتے ہیں۔ لہٰذا ایسے اوقات میں مسلمانوں کو نماز پڑھنا معاف اور کفار مشرکین سے مقابلہ۔ مجادلہ اور مقاتلہ کرنا فرض ہوا۔ بلکہ ان اوقات کے وقوع ہونے سے قبل امانت ربانی طلب کرنی لازمی ہے۔ اتو بہ تعالیٰ:—

(۱) قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ مع ۳۰ ۳۸

(ترجمہ) اے نبی تو کہہ کہ پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ پروردگار کے جو پھاڑنے والا ہے دن کا یعنی جو طلوع کرنے والا ہے شوریت کا اس ہر قسم کی برائی سے جو لازم پیدا ہونے

ٹھیکہ بھی لیا ہو۔ چنانچہ قرآن مجید نے بھی بدرجہ احسن اسی اصول کو ہمیشہ کے واسطے قائم کر رکھا ہے۔ کقولہٖ تعالیٰ :-

سُنَّۃَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیْلًا ﴿پ۱۵﴾۔ **ترجمہ۔** اے رسولِ مقبول! یاد کر اُس سُنّت اللہ۔ عادت اللہ کو جو جاری کی گئی تھی اُن شخصوں پر کہ تحقیق بھیجے تھے ہم نے اپنے برگزیدہ رسولوں سے تجھ سے کئی برس پہلے۔ پس جان کہ ہرگز نہ پاوے گا تو اس سُنّت ہماری کو البتہ ضرور کبھی بھی بدلنے والی تا قیامت۔

آیت ہذا کے رُو سے صرف اور محض ایک ہی قسم مقاصد کے بجالانے کے لئے وقتاً فوقتاً اور پے در پے رسولوں کا مبعوث ہونا ظاہر ہے۔ کہ وہ سب کے سب ایک ہی مقصد اور مدعا پر یکے بعد دیگرے آتے رہے۔ ذرا بھر کسی نے خلاف ورزی نہیں کی۔ اور نہ ہی عند اللہ کوئی دگنا وجہ کا متحمل ٹھیرایا گیا۔ اگر بعد کے رُسل انبیاء مختلف مقاصد پیش کرنے کیلئے مقرر کئے جاتے تو اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ﴿پ۷﴾[1] اور ثُمَّ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّۃَ اِبْرٰھِیْمَ حَنِیْفًا وَمَا کَانَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ﴿پ۱۴﴾[2] وغیرہ کا ہرگز ہرگز امر صادر نہ کیا جاتا۔ پس اظہر من الشمس و اضح و روشن ہو چکا ہے کہ ہر ایک رسُول مذکورہ بالا آیات قرآنی کے ذریعہ اپنے سے پہلے رسُول کا خلیفہ اور جانشین گردانا گیا ہے۔ اور اس طرح کسی کے عہدۂ رسالت میں ذرا بھر فرق واقع نہیں ہوا۔ اور نہ ہی تا قیامت[3] اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا ﴿پ۵﴾ ایسے فرائض منصبی کی ادائگی میں کبھی بھی فرق رونما ہونے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ پس جب یہ مسلمہ امر ہے کہ خلیفہ ہونے میں ماقبل و مابعد کے عہدے بالخصوص افعال و اعمال اور القاب و اوصاف میں زینہار تناقص و تخالف واقع نہیں ہوا کرتا۔ تو باوجود جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ خِلْفَۃً ﴿پ۱۹﴾[4] کے رات اور دن کے اندرونی متشابہ و مثانی اندامون اور متعلقات میں کیونکر

---

[1] یہ ماقبل مذکور شدہ رُسل انبیاء کا وہ با برکت گروہ تھے جنکو اللہ نے ہدایت کی۔ پس اے رسُول تو انکے راہ کی اقتدا اور پیروی کر۔ [2] پھر ہمنے بذریعہ وحی حکم بھیجا طرف تیرے یہ کہ پیرو کار رہو مذہب ابراہیم حنیف کا۔ کیونکہ نہ تھا وہ خدا سے شرک کرنے والوں میں سے۔ [3] تحقیق اللہ حکم کرتا ہے تم کو یہ کہ آگے پہنچاؤ اپنے اہل تک یعنے حقداروں تک خداداد امانتوں کو بلا کم و کاست۔ [4] مقرر کیا رات اور دن کو ایکدوسرے کا خلیفہ۔

کیلئے ہم نے ضحیٰ و غاسق والا وعدہ گاہ مخصوص کر رکھا ہے۔

(۲۷) قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى فَتَوَلَّى فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَى - پ۱۶۔

(ترجمہ۔ جب جناب موسیٰ سلام علیہ بہمراہی جناب ہارون سلام علیہ کے فرعون لعین کے پاس پہنچے اور رسالت کے ثبوت میں نشانات ربانی پیش کئے تو وہ انکار کر بیٹھا۔ اور کہنے لگا کیا تو ہم کو ہماری زمین سے بذریعہ اپنے سحر نکالنا چاہتا ہے۔ پس میں بھی اپنے مولوں۔ عالموں۔ فاضلوں کو بلاتا ہوں۔ جو تیری طرح اپنا کرتب کرنے والے ہوں گے۔ تو ایک وعدہ گاہ مقرر کر۔ تاکہ اس موقعہ پر حاضر ہونے میں خلاف نہ ہو سکے۔ اور ایک مکان بھی برابر ہموار ہو۔ تاکہ عام اجلاس قائم ہو۔ فرمایا موسیٰ سلام علیہ نے وعدہ گاہ تمہارا یوم زینت کا ہے۔ اور یہ کہ اکٹھے کئے جاویں لوگ دن چڑھے۔ پس واپس لوٹا فرعون۔ پس جمع کیا اپنے حمایتوں۔ باطل پرستوں۔ مولویوں کو پھر آیا موسیٰ سلام علیہ کے پاس۔

آیۃ ہذا میں یوم الزینت اور ضحیٰ مذکور ہے۔ چونکہ یوم الزینۃ کافروں کے حق میں كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا - پ۳۰ کے مطابق غاسق یعنے عشیا اور ضحیٰ یعنے چاشت کے دونوں حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا مکانا سُوًى کے رو سے دو مختلف اشکال مکانوں میں سے ایک ہی مکان ضحیٰ والا تجویز کر دیا گیا۔ تاکہ دونوں مخالف جوانب سے اظہار سحر یعنے مناظرہ ومباحثہ میں روکاوٹ پیدا نہ ہو سکے۔ اور سب لوگ مساوی طور پر انصاف کی نگاہوں سے روشنی میں بخوبی دیکھ سکیں۔ اور عشیا اور ضحٰہا والے یوم الزینۃ ہی کو اس مقابلہ کیلئے تجویز کرنا محض اسی غرض پر مبنی تھا۔ کہ یہ اوقات کافروں کے حق میں ہمیشہ مضر ثابت ہوئے ہیں۔ اسلئے ایسا ہی منحوس وقت مقرر کیا جانا مطلوب ہے جن میں وہ حسب موقعہ مغلوبیت کا جامہ پہنائے جا سکیں۔ اور مباہلہ کے وقت بھی مکذب اور شریر پارٹی غضب الٰہی کی مستحق ہو سکے۔ دوسری وجہ عَشِيَّةً أَوْ ضُحٰهَا والے یوم الزِّینۃ کو مقابلہ کے لئے اختیار کرنا اس واسطے بھی ضروری ہے۔ کہ یہ ہر دو اوقات فراغت کے ہیں۔ ان میں کوئی نماز نہیں پڑھی جاتی۔ لہٰذا ایسے موقعوں میں جہاد کرنا اور باقی اوقات کا نمازی اوقات کی وجہ سے

والی ہے وقت ضحیٰ اذا فلق میں۔ اور اسی طرح پناہ مانگتا ہوں میں ساتھ پروردگار کے اُس ہر ایک بُرائی سے جو ضحیٰ کے عقب یعنے گھپ اندھیرے والے غاسق میں جبکہ پورے طور پر آخری شفق کا دُور ہونا واقع ہو جاوے۔

واضح ہو کہ آیۃ ہذا سے ضحیٰ اِذا فلق اور غاسق اِذا وقب کی نحوست اور خباثت بباعث ان میں شر و فساد واقع ہونے کے بخوبی عیاں ہے۔ اور یہ دونوں بڑے بڑے ٹکڑے مقابلتہً ایک دوسرے سے مشابہت و موافقت رکھتے ہوئے ہر قسم کی بُرائیوں سے معمور اور گوناگون عذابوں سے بھرپور مقامات ہیں۔

(۲) اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ اَوَ اَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰى اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا ضُحًى وَّهُمْ يَلْعَبُوْنَ۔ پ۹

(ترجمہ۔ کیا بس بے خوف اور نڈر ہو گئے ہیں بستیوں والے۔ یہ کہ آوے اُن کے پاس عذاب ہمارا۔ رات کو یعنے بوقت غاسق در آنحالیکہ وہ گہری نیند میں سوتے ہوں۔ یا کیا نڈر ہو گئے بستیوں کے رہنے والے یہ کہ آوے ہمارا عذاب دن چڑھے در آنحالیکہ وہ لہو و لعب شور و شغب اور زیب و زینت کی آراستگیوں میں مشغول ہوں۔)

آیت نمبر ۲ میں غور طلب الفاظ بیاتًا اور ضحیٰ ہیں۔ سو واضح ہو کہ بیاتًا سے مراد گھُپ اندھیرے کے ہیں۔ جو بالمقابل ضحیٰ کے مذکور ہوُا۔ اور اس کا معنے و مطلب نائمون ایسے لفظ سے آشکارا کر دیا۔ تاکہ حقیقت حال سے آگاہی ہو سکے۔ کیونکہ غسق الّیل کے بعد ہی سونے کا وقت پیدا ہوتا ہے نہ اس سے قبل۔ اور ضحیٰ کا ترجمہ بلفظ یلعبون کر دیا۔ کیونکہ دن چڑھے ہی لوگ کھیل کود شور و غب میں مشغول اور لڑائی جھگڑوں اور زینۃ الدنیا کے مزے لُوٹنے میں مصروف ہو جاتے ہیں نہ کہ قبل طلوع الشمس کے۔ نیز اسی آیت کے ذریعہ بیاتًا کی حد (غاسق اذا وقب سے تا نصف الّیل) بمیزان ضحیٰ (من طلوع الشمس الیٰ نصف النہار) ڈالکر ہر دو کا مساوی ہونا قرار دے کر ان کی دائمی نحوست میں کمی بیشی کا شبہ رو پذیر نہ ہونے دیا۔

(۳) وَتِلْكَ الْقُرٰى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا۔ پ۱۵

(ترجمہ۔ اور یاد رہے کہ ہم نے اِن بستیوں کے رہنے والوں کو تب ہلاک کیا۔ جب اُنہوں نے ظلم کیا۔ و صفت الشی [illegible] اور ایسے لوگ کہ [illegible]

ربانی طلوع ہو کر میدان ضحیٰ میں داخل ہو رہا تھا۔ کر دیا ہم نے اس بستی پر رہنے والوں کو اس کے نیچے اوندھے بل اور برسائے ہم نے اوپر ان کے پتھر کنکر سے۔ جو موسلادھار بارش کی طرح برستے تھے۔

(۶) فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَ اتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّ امْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ وَ قَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ - پ ۱۴ ع ۵

(ترجمہ۔ پس کہا فرشتوں نے لے چل اپنے تابعداروں کو رات میں سے دوسرے حصہ یعنی بعد نصف اللیل بوقت تہجد اور بمطابق تابعو اور اتبطوا انکی پشت پناہی کرتا کہ کہیں کسی وجہ سے کوئی تم میں سے پیچھے نہ رہ جاوے۔ اور نہ پیچھے کی طرف دیکھے۔ اور سیدھے چلے جاؤ جہاں جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور مقرر کر دیا ہم نے اس بستی کے حق میں اسباب کو کہ جڑ کاٹی جاویگی ان لوگوں کی صبح ہوتے ہی یعنے طلوع الشمس کے بعد مکان ضحیٰ میں۔)

ناظرین کرام بغرض مثال آیت نمبر ۵ اور ۶ کے رو سے اگر صبح کے وقت کے بارہ میں سورج کے نکلنے معنے پر متردد ہو جاویں۔ تو ان کو چاہیے کہ مایوس نہ ہوں۔ بلکہ [1] لَقَدْ جِئْنٰهُمْ بِكِتٰبٍ فَصَّلْنٰهُ عَلٰى عِلْمٍ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ پ ۱۳ پر یقین رکھتے ہوئے آیت ذیل میں غور فرماویں جو اسی قوم کے حق میں لفظ مُصْبِحِيْنَ کی تشریح میں ظاہر ہوتی ہے۔ لقولہ تعالیٰ :—

ب۔ لَعَمْرُكَ اِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ - فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ۔ پ ۱۴ ع ۵

(ترجمہ۔ یعنے اے لوط تیری عمر میں برکت کرنے والے کی قسم۔ تحقیق یہ لوگ اپنی بیہودگی والی مستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔ پس پکڑا ان کو تند آوازنے۔ سورج نکلتے یعنے طلوع ہوتے ہی۔ پھر متصل ہی کر دیا اس کا اوپر نیچے اس بستی کے

---

[1] اور البتہ تحقیق لائے ہیں ہم انکے پاس ایک کتاب روشن دلائل مفصل بیان کیا اسکی ہر ایک بات کو بذریعہ کامل علم اپنے کے بطور ہدایت اور رحمت کے واسطے اس قوم کے جو ایمان کی غرض رکھتے ہوں۔

بفحوائے آیۃ کریمہ :- کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ) پ۵۔
عزت اور احترام کرنا فرض ہوا۔

(۵) قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّکَ لَنْ یَّصِلُوْٓا اِلَیْکَ فَاَسْرِ بِاَھْلِکَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَلَا یَلْتَفِتْ مِنْکُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَکَ اِنَّہٗ مُصِیْبُھَا مَآ اَصَابَھُمْ اِنَّ مَوْعِدَھُمُ الصُّبْحُ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِیَھَا سَافِلَھَا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھَا حِجَارَۃً مِّنْ سِجِّیْلٍ مَّنْضُوْدٍ۔ پ۱۲۔

(ترجمہ۔ گہری تاریکی چھا جانے پر بوقتِ فاسق جو شر و فساد کا منبع اور پوشیدہ اور خفیہ طور پر فحشات و منکرات کے مرتکب ہونے کا وقت ہوتا ہے۔ جس میں بُرے لوگ عموماً و خصوصاً گانے بجانے۔ ناچ رنگ کرنے۔ سرکسوں اور فلموں کا تماشہ دیکھنے میں مصروف اور ڈاکو لوگ ڈاکہ زنی اور چوری پر آمادہ۔ قمار باز جُوا کھیلنے۔ جادوگر جادو کے ترتیب کرنے پر تُلے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور ان مذکورہ بالا افعالِ شنیعہ کی روک تھام کے لئے بافراغت اہل اللہ بھی جہاد کرنے۔ ناکہ بندی کرنے اور اُن کی گردنیں کاٹنے کیلئے تیار رہتے ہیں۔ جب بدکار قوم کے افراد لُوط رسول اللہ سلام علیہ کے پاس آکر شرارت جگانے لگے۔ اور آں رسالت مآب بھی ان کو سخت مشوّش ہو کر وعظ و نصیحت کرتے تھے۔ (تو ان عذاب کرنے والے فرشتوں نے) کہا اے لُوط (تو ان شریروں کی شرارت سے غمناک نہ ہو) ہم تیرے رب کی جناب پاک سے بھیجے ہوئے ہیں۔ ہرگز تجھکو نقصان دینے کی غرض سے تیرے پاس پہنچنے کی قدرت نہیں رکھ سکتے۔ پس فاسق کے اختتام پر یعنے گُھپ اندھیرے کے مساوی دو سرے ایک حصّے میں تہجد والے مبارک و مطہر وقت کے ساتھ ساتھ جو نصف اللیل کے بعد کا وقت ہے۔ اپنے لوگوں کو لے چل۔ اور کبھی نہ منہ پھیرے تم میں سے کوئی سوائے تیری بیوی کے۔ تحقیق وہ بُرا اور کڑوا عذاب پہنچنے والا ہے اس کو بھی اور جو ان کو پہنچے گا۔ تحقیق ان کے عذاب کیلئے صبح یعنے بعد طلوع الشمس کا وقت وعدہ گاہ مقرر ہے۔ کیا صبح کا وقت نزدیک نہیں۔ پس جب آیا حکم ہمارا یعنے سورج بارہ

ــه اپنے ہاتھوں کو روک لو۔ اور قائم کرو نماز اور دو قرآنی زکواۃ۔

(ترجمہ۔ فرعونیوں کو عذاب کرنے کے لئے وہ آگ ہے کہ حاضر کئے جائیں گے انتظار عدالت ربانی کے زمانہ میں غدوًا میں جو متجاوز حصہ الغدو کا ہے۔ یعنے بعد طلوع الشمس جو میدان ضحیٰ ہے۔ اور عشیًا میں جو متجاوز حصہ العشی کا ہے۔ یعنے بعد صلوٰۃ العشا جو عشاءٌ اور غاسق کے ناموں سے موسوم ہو چکے ہیں۔ کیونکہ یوم نحس مستمر کے مطابق ان کی نحوست کبھی رفع نہیں ہونے کی۔ بلکہ قیامت تک رہیگی۔ کیونکہ جس روز قیامت کی گھڑی برپا ہوگی۔ اور ایکہزار سال کے اندازہ والا یوم فیصل کا خاتمہ ہو جاوے گا۔ تو فرعونی لوگوں کو حکم دیا جاوے گا۔ اے مردودو! اسی نحس مستمر والے سخت عذاب میں داخل ہو جاؤ جیسیں تم ہمیشہ شرارتیں کرتے رہے۔ اور بالآخر جس کا وبال آخری ایام میں بھی دکھلایا گیا ہے۔

ناظرین جان لیں کہ آیت نمبر ۹ میں غدوًا اور عشیًا کے الفاظ مستعمل ہوئے ہیں۔ چونکہ ماقبل آیات بیّنات سے تائید ہو چکی ہے۔ کہ کافروں کی زینت گاہ اور عذاب گاہ محض دو ہی اوقات نحس مستمر ہو سکتے ہیں۔ اور بجز ان کے دوسرا کوئی وقت مقرر نہیں ہوا۔ اس لئے فرعون جیسے نافرمان و سرکش قوم کیلئے غدوًا و عشیًا سے دن چڑھے یعنے ضحیٰ اور گھپ اندھیرا ہونے یعنے بیاتًا و غاسق مراد لینا کیونکر غیر صحیح اور غیر موزون تصور ہو سکتا ہے۔ جبکہ ان کے حق میں قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ۱۶/۱۲ والی آیتہ میں پوری تشریح و تفصیل ہو چکی ہو۔ پس ثابت ہوا کہ جس طرح ضحیٰ غاسق کا اور غاسق ضحیٰ کا قائمقام ہو کر اور زوج بنکر نحس کہلائے۔ اسی طرح غدوًا اور عشیًا بمطابق أَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ ۲/۷ باہم خلیفہ متصور ہو کر نحس بنے۔ اور اس طرح غدوًا سے ضحیٰ اور عشیًا سے غاسق مراد لینا عین منشار ربانی کے مطابق واجب ہوا۔ جنکا مطلب محض پردۂ خفار سے نکلا ہوا اور پردۂ خفار میں داخل شدہ ہو سکتا ہے اور بس

(۱۰) وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي إِنَّكُمْ مُتَّبَعُونَ × × × × × فَأَتْبَعُوهُمْ مُشْرِقِينَ فَلَمَّا تَرَاءَى الْجَمْعَانِ قَالَ أَصْحَابُ مُوسَىٰ إِنَّا لَمُدْرَكُونَ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ

اور برسایا اسی منحوس وقت ضحیٰ والے میں کنکر کی قسم سے پتھروں کو۔)

جو عبارت نمبر ۵ میں صبح کے متعلق عالیہا سافلہا وغیرہ دیکھ چکے ہیں وہی عبارت مشرقین کے ضمن میں بھی موجود ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مصبحین و مشرقین کے معنے و مطلب میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا۔

(۷) اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِيْ يَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ۔ پ۲۷

(ترجمہ۔ تحقیق ہم نے بھیجی ان پر باد تند بیچ دن نحس کے جس کی نحوست ہمیشہ چلی گئی۔

(۸) قَالُوْا يٰٓاَبَانَا مَا لَكَ لَا تَاْمَنَّا عَلٰى يُوْسُفَ وَاِنَّا لَهٗ لَنٰصِحُوْنَ اَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَّرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ × × × × × × × × × وَجَآءُوْٓا اَبَاهُمْ عِشَآءً يَّبْكُوْنَ۔ پ۱۲

(ترجمہ۔ یوسف سلام علیہ کے بھائیوں نے اپنے والد ماجد کو عرض کی اے باپ ہمارے! کیا ہے واسطے تیرے کہ نہیں یوسف کے بارے میں باامانت جانتا ہم کو۔ حالانکہ تحقیق ہم تو البتہ اسکے خیر خواہ ہیں۔ اس کو ہمارے ساتھ کل دن چڑھے بھیجدے۔ تاکہ ہوا خوری کرے۔ کھیلے۔ اور ہم اُس کی محافظت کرنیوالے ہیں۔ × × × × × × × × اور آئے اپنے باپ کے پاس عشاءً میں (یعنی جب گھُپ اندھیرا ہو چکا تھا۔ اور یہ العشاء کا متجاوز حصہ کہلاتا ہے) روتے ہوئے)

ماقبل مذکور شدہ آیۃ نمبر ۲ کے ساتھ آیت نمبر ۸ کو مطابقت دیتے ہوئے بزود معلوم ہو جاوے گا۔ کہ یلعبون اور یرتع و یلعب کا کونسا وقت ہوتا ہے۔ جسمیں انہیں شرارت سوجھی۔ اور عشاءً کا وقت کونسا تھا۔ جبکہ کسی کے کہنے پر واپس بھی تلاش کرنے کی خاطر نہ لوٹ سکتے تھے۔ کیونکہ بیاتاً کا پردہ بخوبی چھا چکا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ پا سکتا تھا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ جیسے وہ نحوست کے اوقات میں برائی کے ارادہ سے روانہ ہوئے تھے ویسے ہی برائی کے ارادہ سے واپس آئے۔

(۹) اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ۔ پ۲۴

پا گئے۔ گویا ضحیٰ میں ہی ایک دوسرے کا مقابلہ بحث و مباحثات کے ذریعے سے ہوا کہ حقیقت شناس پارٹی غالب آئی۔ اور بالآخر ضحیٰ ہی کے وقت میں ایک جماعت نجات پا گئی۔ اور دوسری جماعت غرق ہو گئی۔

(۱۱) فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔ پ۱۹

(ترجمہ۔ پس جھٹلایا اصحاب الایکۃ نے شعیب رسول اللہ کے مبعوث من اللہ ہونے کو۔ پس گرفتار کر لیا ان کو سائبان کے دن والے عذاب نے۔ تحقیق وہ بڑے دن والے عذاب کا ایک نمونہ تھا۔)

آیۃ ہذا میں یوم الظلۃ سے مراد وہ دن ہے جس میں قیقولہ کرنے یا گرمی سے بچنے کیلئے سایہ کی ضرورت محسوس ہو۔ اور جب گھپ اندھیرا ہو جانے پر اپنی محفوظ جگہوں میں جا داخل ہوں۔ گویا عَشِيَّةً اور ضُحٰهَا کو یوم الظلۃ ایسا نام رکھا گیا ہے۔ جیسے قوم شعیب کو اصحاب الایکۃ اور قوم صالح سلام علیہ کو حجر سے موسوم کر دیا۔ چنانچہ اسی قوم شعیب کے عذاب کے متعلق آیۃ ذیل نے تشریح کر دی۔ کقولہ تعالیٰ:۔

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ پ۲۰

یعنے جھٹلایا بن والے اصحاب نے شعیب رسول اللہ کو۔ پس پکڑ لیا ان کو سخت زلزلے نے پس ہو گئے سورج نکلتے ہی اپنے گھروں میں زانوں پر گرے ہوئے۔ وہ ایسا دن تھا کہ سر پر سورج کا میدان ضحیٰ میں چمکنا اور پاؤں کے نیچے قطب جنوبی میں غاسق کا سماں واقع ہو جانا اغلب تھا۔ جس سے نہ نیچے سے پناہ اور نہ اوپر سے بچاؤ کی صورت نظر آ سکتی تھی۔ گویا نحوست نے دونوں طرف سے ان نافرمانوں کو نرغہ میں دبوچ لیا تھا۔ اور ان کی ایسی جڑ کاٹی گئی کہ كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا پ۹۔ گویا وہ کبھی بستے ہی نہ تھے۔

اس آیۃ سے ناظرین پر بخوبی واضح ہو گیا ہو گا کہ اصحاب الایکۃ بھی بلاشبہ ضحیٰ ایک طرف اور غاسق دوسری طرف والے نحوست آمیز اوقات ہی میں ہلاک ہوئے تھے۔

وَاَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَمَنْ مَّعَہٗ اَجْمَعِیْنَ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ۔ پ۱۹۔

(ترجمہ) جب فرعون اور اس کی قوم سخت جوش و فروش سے مخالفت اور ایذا رسانی پر اُمنڈ آئی) تو ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی۔ یہ کہ قدیمانہ سُنت اللہ کے مطابق پچھلی رات یعنے بعد نصف اللیل کے میرے بندوں کو ساتھ لیکر پوشیدہ طور پر چلا جا۔ تحقیق مخالف لوگ تمہارا پیچھا اور تعاقب کریں گے۔ × × × × × ×

پس فرعونی لشکر ان کے پیچھے لگے سُورج نکلتے یعنے طلوع ہوتے صبح کو (چونکہ حزب اللہ کے پاس گھوڑے۔ ہاتھی وغیرہ نہ تھے۔ اس لئے خداوند کریم نے ان کو سویرے مبارک وقت میں نکلنے کی تاکید فرمائی۔ تاکہ ٹھیک وقت پر کافروں کے غرق ہونے کی جگہ پر پہلے پہنچکر نجات پا جاویں۔ اور حزب الشیطان سُورج نکلنے پر اس لئے روانہ ہوئے کیونکہ ان کو وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ پ۱۹ کے مطابق مسلح اور ساز و سامان سے ہر طرح آراستہ و پیراستہ ہونے کا بڑا گھمنڈ تھا۔ کہ ہماری جماعت باسباب ہے ہر حال ان مؤمنوں کو پالیں گے) پس جب آپس میں دونوں جماعتیں دیکھنے لگیں تو کہا موسیٰ سلام علیہ کے ساتھیوں نے تحقیق ہم تو پلے گئے (اب یہ موذی تکلیف پہنچائینگے فرمایا موسیٰ سلام علیہ نے ہرگز نہیں پا سکتے۔ تحقیق رب میرا میرے ساتھ ہے۔ اگر دشمن پیچھے ہے اور دریا آگے کو ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ تو بھی شتاب وہ مجھکو راستہ نجات کا دکھلا ہی دیگا۔ امر ربی کی کمال استقلال اور صبر سے انتظار کرو۔ پس اسی اثنا میں وحی بھیجی موسیٰ کی طرف۔ کہ دریا کو اپنے عصا کے ساتھ مار پس ارادہ ربانی وہ پھٹ گیا۔ پس ہو گیا ہر ٹکڑا مانند بڑے پہاڑ کے۔ اور درمیان میں موسیٰ اور اس کے تابعداروں کے لئے راستہ گذر جانے کا پیدا ہو گیا۔ اور نزدیک اسجگہ کر دیا دوسروں کو اور نجات دی ہم نے موسیٰ اور سب کو جو اس کے ساتھی تھے۔ پھر غرق کر دیا ہم نے دوسرے گروہ فرعونی کو۔

پس متذکرہ بالا آیتہ کریمہ سے بھی یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ فرعون اور اس کی قوم ضحیٰ ہی کے منحوس وقت میں غرق ہوئی تھی۔ جنہوں نے مُشرقین یعنے طلوع الشمس ہی والے وقت میں مقابلہ اور مجادلہ کیلئے قدم رکھا تھا۔ اور جن لوگوں نے مبارک اور باحرمت وقت میں کوچ کیا تھا۔ وہ صحیح سالم نجات

الغرض جملہ آیات بیّنات سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ دن کے وہ ٹکڑے جو طلوع الشّمس سے نصف النّہار اور اس کے متقابل مغرب الشّمس یعنے اِذا وقب سے نصف اللّیل تک محدود کیے گئے ہیں۔ بباعث نحوست گاہ ہونے کے ہرگز اس قابل نہیں کہ ان میں کوئی نماز کسی زمانہ میں پڑھی جاوے۔ بجز ان پاکیزہ اوقات کے جن کا بیان ذیل میں بالتفصیل درج کیا جائے گا۔ وَ بِاللہِ التَّوفِیق۔

حصّہ ثانی :۔

اوقات طیّبات مبارکات زینۃ المومنین والموقنین

اوقاتِ طیّبات مبارکات وہ ہیں۔ جن میں مومنین قانتین کو عبادت ربّانی بجالانے کا حکم ہے۔ کیونکہ وہی اوقات ایمانی زینت کو دوبالا کرنے۔ روحانیت کو زندہ رکھنے کیلئے معاون و مددگار ہوسکتے ہیں۔ وہ اوقات تمام قسم کی نحوست و خباثت سے مبرّا و پاکیزہ ہیں۔ پس جو مساجد کی حرمت و عزت ہوا کرتی ہے۔ بما لہم و کاست ویسی ہی عزت و حرمت اوقات طیّبات کی کرنی لازم ہے۔ کیونکہ ان کی قدر و منزلت کو کما حقہٗ جاننے والے ہی ابدی امن حاصل کرسکتے ہیں۔ کقولہ تعالیٰ فی پارہ ہشتم

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ۔ قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰہِ الَّتِیْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَاَنْ تُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا وَّاَنْ تَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ پ ۸

(ترجمہ۔ اے اولاد آدم اختیار کرلو اپنی آرائش، اور زینت ایمانی کو ہر ایک قرآنی

(۱۲) وَلَقَدْ كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰتَيْنٰهُمْ اٰيٰتِنَا فَكَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا اٰمِنِيْنَ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۴۶

(ترجمہ۔ اور یہ بھی غور کرو کہ تحقیق جھٹلایا حجر کے رہنے والوں نے پیغمبروں کی بعثت اور دی ہم نے ان کو صداقت کی نشانیاں۔ پس وہ ان سے منہ پھیرنے والے ہوئے اور تھے پہاڑ سے امن دینے والے گھر تراشتے۔ پس ایسے لہو و لعب میں مشغول شدہ لوگوں کو تند آواز نے پکڑ لیا مشرقین میں یعنے بوقت ضحیٰ اِذا فَلَق۔ جبکہ ان کے عقب یعنے دوسری جانب غاسق اِذا وَقَب پھیلا ہوا تھا۔

آیت ہذا سے مُصبحین کی حقیقت پوری طرح واضح ہوچکی۔ کہ وہ ایسا وقت تھا اُن کے عذاب میں مُبتلا ہونے کا۔ جبکہ وہ دن دھاڑے سُورج کی روشنی میں پہاڑوں کو چھیلتے اور مکان تعمیر کرتے تھے۔ کوئی عقلمند نہیں کہہ سکتا کہ ان کے لئے قبل طلوع الشمس ایسا کام کرنا ممکن تھا۔ پس طوعاً او کرہاً ضرور ماننا پڑے گا کہ مُصبحین اور مُشرقین سے بعد طلوع الشمس اور قبل دوپہر والے درمیانی وقفہ سراسر عِلاقہ ضحیٰ یعنے چاشت ہی مراد ہوسکتا ہے اور بس۔

(۱۳) اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ۳۷

(ترجمہ۔ فالق الاصباح ذو الجلال والاکرام اپنے رسُولِ مقبول کو فرماتا ہے۔ کیا پس یہ ساتھ ہمارے عذاب کے شتابی کرتے ہیں۔ پس جس وقت اُترے گا عذاب ساتھ سُورج کی شعاعوں کے ان کی انگنائی میں۔ پس کیا بُری ہوگی صبح ڈرائے گیوں کی۔)

ناظرین کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ دن دھاڑے جبکہ لوگ اپنے لہو و لعب شور و غب میں مشغول ہوں عذاب کرنا حِکمت سے خالی نہیں۔ کیونکہ سوئے ہوؤں کو مبتلائے عذاب کرنا ایسا ہے جیسے ماں کا اپنے سوئے ہوئے بچہ کا منہ چومنا۔ ایسی حالت میں بچہ کے دل پر ماں کی محبت کا اثر ہوتا ہے۔ اور نہ سوئے ہوؤں کو دبوچ لینے سے عبرت کا اثر ابھی پیدا ہو سکتا ہے۔ پس صباح المنذرین سے صاف ظاہر ہوچکا کہ معذبین سُورج کی چمکتی ہوئی شعاؤں میں ہی دیکھتے اور ڈرتے ہوئے عذاب میں گرفتار ہوئے۔

ظاہر اور جو باطن ہیں۔ ظَهَرَ مِنْهَا کی ضمیر طیبات پر راجع ہوتے ہوئے وہ بے حجابی ظاہر کرتا ہے جو عقد نکاح کے ذریعہ عوام میں آشکارا ہو چکا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ شادی کردہ بیوی کے ساتھ مجامعت کرنا پاکیزہ اوقات میں ایسا ہے۔

جیسے مسجد میں رہتے ہوئے مجامعت کرنا حرام ہے۔ جیسے جائز و حلال منکوحہ بیوی سے بھی مسجد میں یا نماز کے وقت میں مجامعت و مباشرت کرنا ہرگز ہرگز جائز و واجب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر حد و شکنی ہو گئی تو وہ بھی فحش ممنوعہ ہی میں داخل ہوگا پس ایسے فعل کے ارتکاب سے ضرور مساجد الحرام اور اوقات الصلواۃ کی توہین و بیحرمتی متصور ہوگی۔ اور دوسری قسم فواحش ما بطن ہے۔ جو بلا نکاح و شادی و مشہوری کے چوری چھپی بصورت زنا بالجبر یا زنا بالرضا واقع ہو جاوے۔ پس ایسے بدترین افعالِ شنیعہ کا اوقات الصلواۃ یا در مساجد الحرام ارتکاب ہوتا موجب بے حد غضب الٰہی کے ہے۔ بھلا جو اوقات نماز اور حاضری بارگاہ ربانی کیلئے مخصوص کئے گئے ہوں۔ اُن میں اپنے لئے بخشش نہ مانگی جاوے۔ گریہ و زاری نہ کرے۔ اُلٹا بے حیائی۔ عیاشی اور خواہشات نفسانی کے پیچھے پڑ جاوے۔ وہ کبھی فلاحیت کا مستحق بن سکتا ہے؟ ہرگز نہیں!

(۲) وَالْاِثْمَ اور حرام کر رکھا ہے پاکیزہ زمان و مکان میں گناہ کرنا ظاہراً و باطناً جو یہ ہیں :-

(ا) شہادت کا چھپانا۔

(ب) متوفی کے ترکہ کا خلاف وصیت ناپاک رسم و رواج پر لگا دینا۔

(ج) اپنی بیوی کو طلاق دیتے وقت ادا کردہ زر و مال بحیثیت حق مہر وغیرہ پر محض بہتان لگا کر [illegible] کر لینا۔

(د) مومن مردوں اور مومن عورتوں پر ناکردہ افعال کا الزام دیکر دکھ پہنچانا

(ر) اپنے عزیز و اقارب کو گھروں سے نکال کر بدنیتی سے ان کا تعاقب کرنا۔

(س) شریعت اور اس کے ارکان کو مان کر عمل نہ کرنا۔

(ص) حرام خوری مردار خوری اور نذر نیاز کا لینا دینا۔

(ط) جوا کھیلنا۔ منشی اشیاء کا استعمال کرنا۔

قرارداده مسجد الحرام کے وقت میں اور انہی زینت کے وقتوں میں وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا
زَوْجَيْنِ۔ پ۲۷ ـ اور اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ پ۲۳ کو اصول
پر روحانی غذا کھاؤ اور پیو بذریعہ ادائے نماز قرآنی ـ اور جسمانی غذا کھاؤ اور پیو
بذریعہ طعام تناول کرنیکے ـ اور ہرگز ماسوا مذکورہ اوقات کے کسی دوسرے وقت کو
آرائش گاہ اور امن گاہ تصور کرنے میں حدشکنی نہ کرنا ـ کیونکہ وہ ذات مقدس حدشکنی
کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ـ یعنے جو اوقات مسجد الحرام بارگاہ ربانی میں سربسجود
ہونے کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں ـ وہی اوقات عند اللہ کھانے پینے کیلئے
بھی معین و مقرر شدہ ہیں ـ ماسوائے پاکیزہ اوقات کے نہ کسی خبیث وقت میں
کھانے پینے کی اجازت ہوسکتی ہے ـ اور نہ نماز قرآنی کا برپا کرنا جائز ہے ـ اے میرے
محبوب تو کہہ ـ کس نے حرام کیا ہے اللہ کی حلال کردہ زینت کو ـ جو علیحدہ مخصوص
کردکھائی گئی ہے واسطے اپنے فرمانبردار بندوں کے اور پاکیزہ و موافق مزاج چیزیں
طرح طرح کے رزق سے جو جسمانی و روحانی تروتازگی میں نمایاں درجہ رکھنے والی
ہیں ـ تو کہدے کہ یہ تمام اوقات مبارکات و جملہ مساجد الحرام اور کل اکل وشرب کے
لوازمات طیبات پیدا کردہ ہیں زندگانی دنیا میں حدود اللہ کے پابند مومن لوگوں کیلئے
(اسی جگہ تک بس نہیں) بلکہ بروز قیامت خالص مومنوں ہی کے لئے ہونگے ان مذکورہ
بالا مسجد الحرام اور اوقات طیبات کے مثانی پاکیزہ مکان اور پاکیزہ اوقات جن میں دنیا کے
پاکیزہ رزق کا مثانی بہتر رزق ملتا رہیگا ـ جیسے :ـ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ
پ۲۷ اور لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِيْهَا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا پ۱۶
سے ظاہر ہے ـ اے محمد رسول اللہ یاد رکھ اسی طرح ہم واضح و مفصل و مشرح طور
پر بیان کرتے رہتے ہیں اپنی کل نشانات کو قدردان قوم کے لئے ـ تو کہہ کہ (ہر ایک
مسجد الحرام اور متعلقہ اوقات میں جائز چیز کے استعمال کرنے کا ذکر ہو چکا ہے کہ ان میں
کھانا پینا ـ عبادت کرنا جائز و حلال ہے) اب یہ بتانا ضروری ہے کہ ان میں کون کون
سی باتیں مطلقاً حرام و ممنوع قرار پائی ہیں ـ سو سنو! سوائے اسکے اور کوئی بات
نہیں بلکہ فیصل شدہ خیال کرو ـ

(۱) حرام کردیا ہے میرے پروردگار نے ہر قسم کی بے حیائی کو جو حلال چیزوں میں سے

فَتَشْقٰى اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۔ ‌‌‏‏۱۶/۱۹

(ترجمہ۔ پس ہم نے آدم کو فرمایا۔ تحقیق یہ شیطان مردود تیرا اور تیرے ہمراہی رسول کا بھی دشمن ہے۔ پس نہ نکلوا دے تم دونوں کو اس اسلامی باغ سے۔ پس رنج حاصل کرے گا۔ تحقیق یہ باغ ایسا بابرکت ہے۔ کہ اس میں ہرگز نہ بھوکا اور ننگا رہیگا۔ اور نہ تو پیاسا رہے گا اس میں اور نہ تجھے دھوپ تنگ کریگی۔

آیت نمبر ۲ سے معلوم ہو چکا کہ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ کے مطابق وہ ایسا عظیم الشان بابرکت اسلامی باغ مومنین کتاب اللہ المجید کیلئے عنداللہ مقرر ومعین ہو چکا ہے۔ جو ازروئے زمان نصف اللیل سے الیٰ قبل طلوع الشمس ایک جانب اور نصف النہار سے الیٰ قبل غاسق اذا وقب دوسری جانب کو پھیلا ہوا ہے۔ جس میں (نحوست گاہ سے علیحدہ اور مستثنیٰ ہو نیکی صورت میں) کھانے کی وجہ سے بھوک کا قلع قمع ہو جاتا اور عبادت گاہ کی وجہ سے ننگا ہوتے ہوئے مباشرت ومجامعت جیسی بے حیائی سے پرے رہنے کی ترغیب حاصل ہوتی ہے۔ اسی حدمیں پانی پینے کی وجہ سے پیاس کافور ہو جاتی۔ اور بباعث معتدل وقت ہونے کے سخت دھوپ لگنے سے محفوظ رہنے کی امداد ملتی ہے۔ اور یہ ایسے خوشگوار اوقات مقرر کئے گئے ہیں۔ کہ فطرت انسانی میں بوقت عبادت کوئی چیز حارج نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بدرجہ کمال ہوشیاری وبیداری سے فرائض منصبی ادا کئے جاسکتے ہیں۔

(۳) لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ۔ ‌‌‏‏۲۲

(ترجمہ۔ قوم سبا کی خاطر ان کی جائے مسکنت میں البتہ ایک عظیم الشان نمونہ اس دنیا ہی میں بہشت کا مقرر کر دیا گیا تھا۔ اور وہ نمونہ دو عظیم الشان باغ تھے۔ جو دہنی اور بائیں جانب واقع تھے۔ حکم کیا تھا ہم نے کہ ان باغوں سے پیدا شدہ

(ع) جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا۔
(ف) ایک دوسرے کی غیبت۔ جاسوسی اور بدگمانی کرنا۔ اور بدنیتی سے کسی کے حق میں کانا پھوسی کرنا۔ علیٰ ہٰذ القیاس۔
(۳) وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ اور حرام کر دیا ہے پاکیزہ زمان و زمان میں بلا وجہ اور ناحق سرکشی و نافرمانی کرنی اور کسی قسم کا فساد مچانا۔
(۴) نیز حرام کر دیا ہوا ہے۔ یہ کہ پاکیزہ زمان و مکان میں شریک لاؤ ساتھ اللہ کے وہ چیز کہ نہیں اُتار یجیُ کوئی دلیل واجب التعظیم ہونے کی۔ یعنے کسی قسم کے شرکیہ رسم و رواج کا بجالانا بھی مطلقاً باعث حرمت مساجد الحرام والاوقات المبارکات ناروا و ناواجب ہے۔
(۵) اور وہ وہ احادیث و اقوال مصنوعہ و مخترعہ جو اپنے باطل وہم و گمان سے تراش کر اللہ پر منسوب کرتے ہو۔ جنکو تم نہیں جان سکتے۔ کہ یہ تو وہ طومار کیونکر منجانب اللہ ہو سکتے ہیں۔ ان کو ماسوائے کتاب اللہ المجید کے پاکیزہ مکان و زمان میں داخل کرنا اور موجب تبلیغ قرار دینا حرام ہو چکا ہے۔
آیتہ کریمہ کے بغور مطالعہ سے یہ امر اظہر من الشمس واضح و روشن ہو چکا ہے کہ سعادت آگین مبارک اوقات میں (جنکو سب سے پہلے خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ کے مطابق اختیار کرنا لازم ہے۔) ان کے لوازمات خصوصی بھی منزہ ہیں۔ تاکہ عباد الرحمٰن کو زینت کا مطلب معلوم ہو۔ گویا ان اوقات مبارکات میں بجز عبادتِ ربانی اور حلال چیزوں کے کھانے پینے کے دوسرے کسی لہو و لعب اور ممنوعات سے تعلق نہ رکھا جاوے۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یا اہلی اور اپنی بیویوں سے مباشرت کرنے۔ کفار سے انتقام لینے کی غرض سے قتل کا بازار گرم کرنے کیلئے جدا جدا اوقات مقرر فرما دیئے ہیں۔ تاکہ[1] وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ پ۱ کے خلاف کوئی امر واقع نہ ہو۔
(۷) فَقُلْنَا یٰۤاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا یُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ

---

[1] اور مت گڈمڈ کرو حق کو باطل سے۔ اور مت چھپاؤ حق حالانکہ تم جانتے ہو۔

باغ مقرر کردیئے۔ تاکہ شب و روز انہیں مقامات کا طواف بذریعہ فعلی ارکان ادا ہو۔ اور انہیں اوقات میں حاضری بارگاہ ربّانی بقلب سلیم رُو پذیر ہو۔ مگر اُن کو اس ارادہ ربّانی کی پابندی اور رسولانہ تبلیغ کی پیروی ناگوار معلوم ہوئی اور اپنی بے فرمانی اور ہٹ دھرمی پر جم گئے۔ فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ۔ ۲۲ پ

(ترجمہ) پس کہنے لگے۔ اے رب ہمارے ہمیں ان چار سراؤں یعنی چار مسجد الحرام والے بلدۃ طیبۃ کی ضرورت نہیں۔ ان سے ہمیں بیزاری ہے۔ یعنی ان باغوں اور اوقاتوں کی پابندی کرتے ہوئے ثواب و اجرات کی توقع نہیں ہو سکتی۔ لہذا ہمارے اختیار کردہ سفر کے درمیان دُوری ڈال۔ اور ان پاکیزہ باغوں کے پھل چکھنے سے اپنے نفسوں پر ظلم کر بیٹھے۔ چنانچہ سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ ۲۶ پ کے مطابق بطور سابق فالق الاصباح نے سورج کے ظاہر ہوتے ہی ایسی شدت کی رَو ان پر ڈال دی۔ کہ ان کے حصے میں دو باغ ضحیٰ اور غاسق والے مقرر ہوئے۔ جن میں ان کو اپنے عملوں کا ثمرہ ایسا بُرا او بدمزہ ملتا رہا۔ جیسا جھاؤ اور بیری کے درخت میں سے کچھ۔ پس ان کو انہیں اوقات مخصوصہ مقررہ میں اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر کے مٹا دیا۔ کہ محض انکی کہانیاں ہی باقی رہیں۔ گویا کہ وہ تھے ہی نہیں۔ یہ دو زرخ سیرت مکان و زمان والے دو بدترین باغ اور یہ بہشت سیرت دو عظیم الشان مکان و زمان والے باغ البتہ خشوع و خضوع سے عبادت ربّانی بجا لانے والوں کیلئے عجب نشانات قدرت ہیں۔

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ

سنہ عادت اللہ کی جو تحقیق گذری ہے پہلے اس سے۔ ہرگز نہ پاوے گا تو اے رسول البتہ واسطے عادت اللہ کے بدل جانا۔

عبادات و مناسکات و الارزق کھاؤ۔ جو تمہارے پروردگار نے عطا کر رکھا ہے اور
اسی ہی کی قدر شناسی بلا شرکت کرو۔ تمہارے حصہ میں یہ شہر پاکیزہ ہے۔ اور
اسی میں رہتے ہوئے عمل کرو۔ گناہونکی معافی انکو۔ کیونکہ رب العالمین گناہوں
کے بخشنے والا ہے۔ پس قوم سبا نے اس نعمت رحمانی سے منہ پھیر لیا۔ پس بھیجی
ہم نے زور زور کی اور بدل دیا ہم نے بدلے دو باغوں اُن کے کے دو باغ ضحیٰ
و غاسق جیسے بدمزہ میوے والے و جھاؤ کانٹے دار اور کچھ بیری میں سے تھوڑا
سا۔ یہ بدلہ دیا ہم نے بسبب کفر کرنیکے اور نہیں ہم جزا دیتے مگر ناشکر کو۔ لیکن جو
ثابت قدم شکر گذار بنے رہے۔ مقرر کیا ہم نے درمیان ان کے اور درمیان انگاؤں
کے کہ برکت دی ہم نے بیچ اس بلدۃ طیبۃ کے بستیاں چار جو اپنی عظمت و حرمت
میں بالا اور غالب تھیں۔ اور مقرر کر دیں ہر دو باغوں میں دو دو سرائیں۔ ساتھ ہی
حکم کر دیا تھا۔ کہ سیر کیا کرو بیچ ہر ایک سرائے کے راتوں اور دنوں میں باامن ہو کر
اللہ کے جملہ احکام و نشانات پر ایمان رکھتے ہوئے۔

ناظرین کرام آیتہ مذکورہ بالا کو بغور پڑھتے ہوئے معلوم کر چکے ہوں گے
کہ جسطرح سابقہ اقوام میں [1] وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ
لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ - پ ۲۳ - کے رُو سے طرح طرح کی مثالیں بیان کرتے ہوئے
حلال اوقات اور حرام اوقات کی تمیز بیان کر دی گئی ہے۔ اسی طرح قوم سبا
کے متعلق بھی بطور تعلیم یہ حکم صادر فرمایا گیا تھا۔ کہ وہ اپنے قیامگاہوں میں
خداداد دو اسلامی عظیم الشان باغوں کی قدر شناسی کریں۔ جو ان کے دائیں
اور بائیں جانب سے شمس کے عروج و زوال اور ترتیب رفتار سے نمودار ہوتے رہتے
ہیں۔ اور انہیں دو باغوں میں سے یہ ادائے عبادات و مناسکات ہر قسم کے ثمرات و
اجرات عظیمہ کے مستحق بن جاویں۔ کیونکہ بلدۃ طیبۃ والے دار اسلام کے یہ دو
ہی باغ شرقاً و غرباً بمنزل بازوؤں کے واقع ہیں۔ جنکی دو دو سرائیں یعنے چار

---

[1] اور البتہ تحقیق بیان فرمایا ہم نے واسطے ہدایت لوگوں کے اس قرآن مجید میں ہر ایک تمثیل
اور پیرائے سے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

ادا کی جاتی ہیں۔ من کل الوجوہ باعزت و باحرمت گردانے گئے ہیں۔ پس ایسے زمان و مکان اور حالات میں فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ پر عمل پیرا ہونا اشد ضروری ہؤا۔ چونکہ اَلْحَجّ تمام عبادات و مناسکات کا ایک مجموعہ ہے۔ اسلئے جو عظمت و بزرگی حج کے لئے مختص ہے۔ وہی جملہ لوازمات و جزئیات پر بھی حاوی ہے۔ الغرض جب ایّامِ حج و مقامِ حج میں اپنی منکوحہ بیویوں سے رغبت رکھنا حرام ہو چکا ہے۔ تو بتایئے کہ اوقات الصلواۃ کے ہر ایک حصّے اور مساجد الحرام کے ہر ایک گوشہ اور ان کے حوالیات میں عقلاً و نقلاً کیونکر صحیح و جائز بن سکتا ہے کیونکہ جب سورج سمت الرّاس سے ڈھلنا شروع کرتا ہے۔ تو اُس کے غروب اوّل تک جتنا وقت گذرتا ہے وہ سب کا سب اس بیت الحرام کا احاطہ اور حصّہ ظاہر کرتا ہے۔ جو بَارَكْنَا حَوْلَهٗ سے ظاہر ہے۔ یعنی اس مسجد الحرام کی چار دیواری میں جو بَارَكْنَا حَوْلَهٗ کے وسط میں واقع ہے۔ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ کے مطابق عبادتِ ربّانی بجالائی جاوے۔ چونکہ اس میں داخل ہونا بعض حالات میں ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کے بیرونی حوالی میں جہاں کہیں بھی نماز ادا کرنے کا موقع نصیب ہو سکے تو وہ بالضرور بَارَكْنَا حَوْلَهٗ کے مطابق اُسی مسجد الحرام کے متعلق اور اُسی کے اعضاء میں سے شمار ہوگا۔

پس لازم ہے۔ کہ ایسے وقت میں جبکہ سورج کا دورہ مسجد الحرام کے متعلق اسکے حوالی کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سفر کر رہا ہو۔ تو ان تمام زمان و مکان کے دوران میں رفث۔ فسق اور جدال کا شائبہ ظہور پذیر نہ ہو۔ بلکہ اس سارے وقت میں اس زمان و مکان کی ایسی عزت رکھنی جائز و فرض ہے۔ جیسی ایّامِ حج کے متعلق فرمان صادر ہؤا۔ اور یہ عین فِطْرَةَ اللّٰهِ کے مطابق ہے۔ کہ جس طرح نسبی و صہری خاندانوں کی حرمت قائم رکھنے کے لئے ان کے جملہ لوازمات شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر ایک مسجد الحرام اور اوقات الصلواۃ کی حرمت قائم رکھی جاوے اور بس۔

(۵) اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا

مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا
عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۔ پ۶ ۔
(ترجمہ۔ اے ایماندارو! ہرگز مت بےحرمت کرو روزانہ واقع ہونیوالے
چہار اوقاتِ طیبات اور مساجد الحرام بمعہ الصفا والمروہ جیسے مشرقی و مغربی
اطراف کو اور دوران سال کے ہر چہار باعزت مہینوں اور فصل الخطاب الی
عظیم الشان قربانی کو۔ اور طواف کرنے کی غرض سے گلے میں پٹہ ڈالے ہوئے
ارکان۔ اور نہ بیت الحرام میں داخل ہونے کی خاطر سینہ پر ہاتھ باندھنے والے
طریقہ کو۔ کیونکہ ان جائی قربانیوں سے چاہتے ہو فضل پروردگار اپنے کا اور
رضامندی۔ پس جسوقت حلال ہو جاؤ۔ یعنے احرام سے نکلو۔ جو حرمت کے
تمام منازل ہیں یعنی نماز جیسی روزانہ حج سے فارغ ہو جاؤ۔ اور اوقات الصلوٰۃ
اور صفا و مروہ والی تمام پہاڑیوں کی حرمت قائم کرنے والی میعاد سے فارغ ہو
جاؤ تو اجازت ہے۔ کہ باقی جگہوں اور وقتوں میں شکار کھیلو شکار کرنے میں
ہر قسم کا شکار مراد ہے۔ خواہ پرندوں جانوروں کا شکار کریں۔ خواہ مشرکوں
کافروں کو توحید کے دائرہ میں داخل ہونے کیخاطر مجادلہ و مقابلہ و مباحثہ کریں
خواہ بیع و نشر کا بازار گرم کرتے رہیں۔ یا منکوحہ عورتوں کے ساتھ مباشرت و
مجامعت کریں۔ یہ سب کچھ غیر محرم شعائر میں حلال و جائز ہیں۔ لیکن احتیاط
لازمی ہے۔ کہ نہ ہو باعث دشمنی کسی قوم کی تمہارے حق میں۔ یہ کہ روک دیویں
تم کو مسجد الحرام میں داخل ہونے سے بسبب تمہاری زیادتی کے۔ مدد کرو ایک
دوسرے کی بھلائی اور تقویٰ کو مدنظر رکھکر۔ اور مت مدد کرو ایک دوسرے کی
کسی لازمی و متعدی گناہ کے کرنے پر۔ اور ڈرو اللہ سے تحقیق اللہ تعالیٰ سخت
عذاب کرنیوالا ہے۔ حکم عدولی کرنے والوں کو۔

آیۃ نمبر ۴ کے رُو سے یہ امر بالتحقیق واضح و روشن ہو چکا ہے۔ کہ روز کے
ہر چہار اوقات الصلوٰۃ اور متعلقہ مساجد الحرام بمعہ ہر دو اطراف (مشرق و مغرب)
جو شعائر اللہ میں داخل ہیں۔ اور ہر سال کے چہار اشہر الحرم (باعزت مہینے) اور
ارکان حج کے متعلق ہر قسم کا ہدیہ و قلائدہ اور جملہ خیراتیں جو عشرہ ایام حج میں

کے مطابق آسان ہو جاوے۔ پس بجائے سارا یوم مشتمل دن اور رات کے صرف مِنَ الْخَیْطِ الْاَبْیَضِ مِنَ الْفَجْرِ سے مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الَّیْلِ تک ہی محدود و پابند کر دیا۔ یعنی پو پھوٹتے ہی فوراً کھانا پینا بند کر دیا جاوے۔ اور روزہ غسق الّیل کے سارے وقت یعنے غاسق اِذا وقب کے آغاز تک لگاتار جاری رکھا جاوے۔ مابعد غاسق کا سارا وقت اور تہجّد کا سارا وقت آزادی کا ہے۔ اس دور میں اپنی بیویوں سے مباشرت کر سکتے ہو۔ اور کھا پی سکتے ہو۔ لیکن یاد رکھو کہ مباشرت والا فعل چونکہ قبیح ہوتا ہے۔ لہٰذا اس کی انجام وہی کیلئے تم خود عقل خداداد سے وہ مناسب وقت تلاش کرو۔ جو اس فعل کیلئے عند اللہ مقرر کیا گیا ہے۔ جس میں ایسا کرنے سے وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ کے مطابق کسی مسجد کے متعلق وقت نماز کی اہانت و بے حرمتی نہ ہو سکے۔ اب سوچیے کہ پو پھوٹنے سے لیکر طلوع الشّمس تک صلوٰۃ الفجر کا وقت ہے۔ اسمیں کب مناسب ہو سکتا ہے۔ کہ خدا سے ڈرنے والا ایسے متبرک وقت میں جرأت جماع کر سکے۔ علیٰ ہذا القیاس تہجّد کا وقت اور ظہر و دلوک کے اوقات بھی یاد الٰہی کے بجالانے کے لئے بمثل مساجد الحرام با حرمت و باعزت مانے گئے ہیں۔ ان میں بھی کب ممکن ہو سکتا ہے کہ کوئی خدا پرست جامۂ تقوےٰ کو دَلَا تَعْتَدُوْا والے منشا کے خلاف پھاڑتے ہوئے ننگا ہو جاوے۔ پس وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ سے یہ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ جو وقت بھی برائے عبادت مختص ہے۔ وہ سب کا سب با حرمت ہے۔ اسمیں کسی قسم کا الحاد جائز نہیں ہو سکتا۔ الغرض جب ہر چہار اوقات کی حرمت وَلَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ کے ماتحت ثابت ہو چکی۔ تو ان کے علاوہ دو اوقات اور بھی ہیں جو ضحیٰ اور غاسق کہلاتے ہیں۔ اور جو اَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ کی شرط سے علیحدہ ہیں۔ کیونکہ بباعث نحوست پذیر ہونے کے اس قابل نہیں کہ ان میں نماز پڑھی جاوے۔ اس لئے ایسے وقتوں میں اپنی بیویوں سے مجامعت کرنی اور ہنسنا کھیلنا حلال ہے۔ لیکن ماہ رمضان کے دوران میں چونکہ روزہ کی حد پو پھوٹنے سے غاسق اِذا وقب تک مقرر کی گئی ہے۔ کہ اس میعاد میں ہرگز مجامعت کرنی اور کھانا

عَنْكُمْ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسٰجِدِ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ - ۲۳

(**ترجمہ**- اے روزیدارو- حلال کی ہوئی ہے پہلے ہی سے تمہارے واسطے رات روزے کی رغبت کرنا اپنی بیویوں کی طرف- وہ تمہارا اور تم ان کے ایمانی لباس ہو- جانتا تھا اللہ تعالیٰ کہ تم خیانت کرنے والے ہوتے ہو اپنی جانوں پر- پس رجوع برحمت ہوا تم پر اللہ تعالیٰ اور درگذر کی تمہارے گناہوں سے- پس اب ملاکرو ان سے اور تلاش کرو جو مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے حق میں وقت موزون مباشرت کا- (یعنے غاسق اذا وقب جو نصف اللیل تک ہے-) اور نصف اللیل سے کھاؤ اور پیؤ یہاں تک کہ ظاہر ہو جاوے واسطے تمہارے سفید تاگا کالے تاگا یعنے فجر میں سے- پھر پورا کرو روزے کو غاسق اذا وقب تک جہاں سے کامل لیل کہلاتی ہے- اور مت ملو اپنی بیویوں سے بباعث حرمت روزہ کے ضحیٰ جیسے وقت میں بھی اور نہ اس حالت میں جبکہ تم نمازیں پڑھنے والے- اٹھنے بیٹھنے والے ہو بیچ مسجدوں کے عبادت وتعظیم کی غرض سے پاکیزہ وقتوں میں- یہ مذکورہ بالا حدیں ہیں اللہ [illegible] پس ہرگز نزدیک نہ ہونا ان حدود اللہ کے خلاف کرتے میں- اس طرح بیان کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے نشانات کو تاکہ بیعدری بےحرمتی سے لوگ بچے رہیں-

اس آیۃ کریمہ میں پروردگار عالمین نے کمال وضاحت سے اپنے بندوں پر یہ راز آشکارا کر دیا ہے- کہ بباعث تحریم شہر رمضان مناسب تھا- کہ اسمیں مباشرت نہ کی جاتی اور نہ ہی شب و روز کھایا پیا جا سکتا- لیکن خداوند کریم جانتا تھا- کہ تم میں اسقدر صبر کا مادہ نہیں رکھا گیا- بلکہ مباشرت اور کھانے پینے کے بارہ میں ضرور تم سے خطا روا قع ہوگی- اس لئے اس ذات والاصفات غفور رحیم نے معذور ومقہور سمجھکر تم لوگوں پر آسانی کر دی- اور ایسی سخت پابندی میں درگذری یعنے نرمی کر دی- تاکہ تم پر روزہ رکھنا يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

شروع ہو کر اختتامِ فجر تک ایک جانب اور وَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کی رُو سے بحیثیت خلیفہ و مثائی دلوک سے اختتامِ شام تک دوسری جانب رہتا ہے۔

الغرض جب ناظرین کرام کے نظرِ تعمق سے حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ کے اصول کیمطابق نحوست و خباثت آمیز ضُحٰی اِذَا فَلَقٌ اور غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ کے اوقات اور رحمت و فلاحیت آمیز دلوک و شام اور تہجّد و فجر کے اوقاتِ طیّبات کی باہم علیحدگی بالتحقیق ثابت ہو چکی تو اب آگے چلکر ملاحظہ فرماویں کہ ربّ العٰلمین کس عمدگی سے مخلوق کی رہنمائی کرتے ہوئے عبادت کے وقتوں کو مضبوطی سے اختیار کرنے کیلئے تلقین و تدریس فرماتا ہے۔ کہ گنجائش شک و شبہ نہ ہو سکے۔

صاحبان! بیانِ بالا سے چونکہ ضُحٰی و غاسق کے اوقات کا بباعث چند وجوہات کے زمرۂ طیّبات سے نفی ہونا ثابت کر دیا گیا ہے۔ اس لئے ہمیں ان سے کوئی سروکار نہ رہا۔ لہٰذا نمازِ عیدین کا بوقتِ ضُحٰی سال میں دو دفعہ پڑھنا اور نمازِ خفتن کا روزانہ ادا کرنا جو عموماً عوام الناس میں رائج ہے۔ ہرگز جائز و باعث خوشنودیٔ ربّانی نہیں بن سکتا۔ الٹا ایسا کرنے سے عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ والے شیوہ حسنہ (جو یہ ہے)، لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ۔ ﴿۱﴾

(ترجمہ۔ نہیں آگے بڑھتے اُس کبیر متعال سے بیچ بات کے اور وہ ساتھ اسکے حکم کے عمل کرتے ہیں) سے اعراض و انکار ثابت ہو جاتا ہے۔ اب باقی وہ اوقات رہے۔ جو نصف الیل سے اختتامِ فجر اور نصف النہار سے اختتامِ شام تک موجود ہیں۔ اور انہیں کو مبحث ٹھیرا کر انہیں کے بارہ میں ثبوت بہم پہنچانے کی خاطر سعی و کوشش لازم و مطلوب ہے۔ کقولہ تعالیٰ:۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۔ ﴿۲﴾

(ترجمہ۔ اے مومنو! جو کچھ تمہاری خاطر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حلال اور جائز کر رکھا ہے۔ ان پاکیزہ انعامات کو حرام گردان کر بے قدری مت کرو۔ کیونکہ البتہ تحقیق ایسے بے قدر حد سے تجاوز کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا۔ بلکہ سخت عذاب

پینا جائز نہیں ہو سکتا۔ تو اس شرط میں ضحیٰ کا وقت مجامعت کیلئے حلال ہونے کے باوجود بباعث حرمت روزہ حرام ہو جاتا ہے۔ کہ اس میں بھی کھانا پینا جماع وغیرہ کرنا بند سمجھا جائے تو اب وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ سے صاف ظاہر ہے کہ وہ محض غاسق کا وقت ہی باقی ہے جسمیں بلا تردد اور شک وشبہ کے اپنی منکوحہ بیویوں سے مباشرت کر سکتے ہیں۔ اور جسمیں ایسا فعل کرنے سے کسی شعائر اللہ کی بے حرمتی نہیں ہو سکتی۔ فَتَدَبَّرُوْا يَا اُولِى الْاَلْبَابِ۔

ناظرین کرام اب غور فرماویں کہ:۔ (قُلْ لَّا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يَا اُولِى الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ پ۷۔

(ترجمہ۔ اے صاحب القرآن! تو کہہ ہرگز ناپاک اور پاک چیز مساوی اور برابر نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ خوش لگے بہتایت خبیث کی۔ پس اے صاحبان عقل اللہ کے مقرر کردہ حدود اللہ کی مخالفت سے بچتے رہو۔ تاکہ ابدی فلاحیت کو پا سکو۔)۔

اس قول رحمانی کے بموجب ضحیٰ و غاسق والے خباثت اور نحوست پذیر و زشت سیرت زمان و مکان کیونکر پاکیزہ اوقات: مثلاً فجر و شام اور تہجد و ظہر کے برابر ہو سکتے ہیں۔ اگرچہ لوگوں کو ضحیٰ و غاسق کی زیب و زینت بہت ہی محبوب کیوں ہو۔

آیت نمبر ۵ سے یہ بات بھی عیاں ہے۔ کہ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَ ابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا الی اٰخرہ کے رو سے پہلے وقت میں جماع کرنا اور دوسرے حصہ رات میں کھانا پینا مراد ہے۔ لیکن چونکہ ضحیٰ میں یہ دونوں چیزیں بباعث روزہ کے بند ہیں۔ کہ ہر دو میں سے کسی چیز کو نہیں استعمال کیا جا سکتا۔ اسلئے بعد افطار روزہ ہر دو چیزوں سے غاسق میں عذراً او نذراً فائدہ اٹھانا جائز ہے۔

(۶) كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ ۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ۔ پ۲۷۔

(ترجمہ۔ جھٹلایا تھا لوط سلام علیہ کی قوم نے ڈرانے والوں کو۔ تحقیق ہم نے ان پر مینہ پتھروں کا برسایا لیکن لوط کے گھر والوں کو ضحیٰ کے وقوع ہونے سے پہلے یعنے سحر کے وقت کے ساتھ ہی نجات دی ہم نے۔)

آیۃ ہذا سے قطعی و یقینی طور پر ظاہر ہو چکا ہے۔ کہ نجات کا وقت سحر سے

كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ۔ پ۲۵۔ (ترجمہ۔ تحقیق درخت زقوم گنا ہگار کا کھانا ہے۔ جو مانند گلے ہوئے تانبے کے پیٹوں میں جوش مارتا ہے۔ جیسا جوش کرتا ہے گرم اُبلتا ہوا پانی۔ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ۔ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ۔ فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِــٴُــوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ۔ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ۔ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ۔ پ۲۳۔

(ترجمہ۔ تحقیق مقرر کیا ہم نے ظالموں موذیوں کے لئے اس سینڈ والے درخت کو ایک آفتِ جان۔ تحقیق وہ ایک درخت ہے۔ جو نکلے گا بروزِ قیامت بیچ جڑ دوزخ کے۔ اس کا متکبرانہ طلوع ہونا اور بڑھنا ایسا ہے۔ گویا کہ سر ہیں اکڑے ہوئے شیطانوں کے جو غیض وغضب سے لبریز ہوں گے۔ پس البتہ تحقیق وہ منکرین کتاب اللہ کھانے والے ہوں گے اسی درخت میں سے پس بھرنے والے ہوں گے اس سے پیٹوں کو۔ پھر البتہ واسطے ان کے اوپر اسی درخت کے بلونی ہے گرم پانی سے۔ پھر تحقیق پھر جانا ہے ان کا البتہ طرف دوزخ کے۔ یہ اسواسطے کہ تحقیق انہوں نے اپنے باپوں کو پایا تھا گمراہ پس وہ اوپر اُن کے قدموں کے دوڑے جاتے تھے۔

آیات بالا مذکورات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ زقوم کا شانِ نزول ضحیٰ ہی ہوگا۔ جس کا درخت سمت الراس تک نہایت غیض وغضب سے چڑھتا ہوا دوزخیوں کو نظر آئے گا۔ اور اس کی جڑ غاسق میں ہوگی۔ کیونکہ وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى پ۳۰ کے رُو سے دونوں طبقات ایک دوسرے کے قائمقام سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ جونہی ایک جانب گھپ اندھیرا ہو جاتا ہے۔ تیوں ہی دوسری جانب کو ضحیٰ کا سماں بن جاتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جس طرح ضحیٰ کی ابتداء غاسق ہے۔ اُسی طرح زقوم کی ابتدا بھی غاسق والے دوزخ ہی سے ہوگی۔ اور جو لوگ دنیا میں ضحیٰ یعنے چاشت کے وقت اور غاسق وقت کھانے پینے یا اپنے وہم وگمان سے عبادت کرنے کے عادی ہوں۔ خداوند کریم بروز قیامت اُنہیں نحوست والے علاقوں اور وقتوں میں زقوم وغیرہ سے تواضع کر کے جلتی ہوئی آگ میں پھینکوائے گا۔ پھر اُن کو

میں مبتلا کر دیتا ہے۔ اور کھاؤ حلال طیّب چیزوں سے جو مرزوق فرمایا تمکو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے۔ اور ڈرتے رہا کرو حنیف بنکر یعنے حدود اللہ پر قائم رہتے ہوئے اُس وحدہٗ لاشریک لہٗ سے جس سے تم ایمان لاچکے ہو۔

آیۃ کریمہ کے رُو سے بھی بلا تردد ظاہر باہر ہو چکا ہے۔ کہ جب حلال و حرام کی تمیز معلوم ہو جاوے تو خبردار حلال کو حرام اور حرام کو حلال مت کرو۔ بلکہ ہمیشہ حلال طیّبٌ چیز سے کھانا کھایا جاوے۔ اور طیّبٌ اوقات جیسی چیز سے تقوے کا پھل حاصل کرنا چاہئے۔ جس سے عبادت ربّانی مراد ہوتی ہے۔ کیونکہ طیّبات ہی کے ذریعہ سے انسان حسبِ لخواہ پروردگار سے مُرادیں پاسکتا ہے نہ کہ خبیث چیز پر عامل رہ کر کسی بہبودی کا متوقع بننا ممکن ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا كَذَٰلِكَ نُصَرِّفُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ۔ پ۸

ترجمہ۔ اور یاد رکھو جیسی طرح ایک پاکیزہ شہر ہوتا ہے۔ کہ نکلتی ہے اُسکی پیداوار بذریعہ بارانِ رحمت بڑھ چڑھکر اور کمالِ شوکت سے (برخلاف اسکے) اور جو شہر ناپاک ہوتا ہے۔ نہیں نکلتی اس کی کھیتی مگر ذَوَاتَی اُكُلٍ خَمْطٍ وَأَثْلٍ وَشَيْءٍ مِنْ سِدْرٍ قَلِيلٍ۔ پ۲۲) کی طرح تھوڑی سی۔ اسی طرح اے دینِ متین کے شیدائیو! اور وحدہٗ لاشریک کے پرستارو! جان لو کہ وہ بیت مکّہ کی سرزمین بھی جو شرقاً و غرباً چار برجیوں اور ہر ایک کے نواحی علاقوں پر مشتمل ہوتے ہوئے بلدۃً طیّبۃً کے مصداق واقع ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی جناب پاک سے اُسی بلدۃً طیّبۃً کے ہر چہار مساجد الحرام جیسی خوبصورت کیاریوں میں صادر شدہ ہر چہار اوقات والے بارانِ رحمت کے نازل ہونے پر صلوٰۃ و زکوٰۃ والی تخم ریزی کرنے سے ثمرات و اجرات کی غرض سے اپنی بے بہا عظیم الشان کھیتی نمودار ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے۔ اور بَلْدَۃً خَبِيثَۃً برعکس بَلْدَۃً طَيِّبَۃً کے شرقاً و غرباً واقعشدہ علاقوں میں ضحیٰ و غاسق کے صادر ہونے پر صلوٰۃ و زکوٰۃ والی تخم ریزی کرنے سے کچھ بھی ثمرات حاصل نہ ہونگے۔ اگر ہونگے تو کیا اور کس صورت میں۔ إِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّومِ طَعَامُ الْأَثِيمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِي فِي الْبُطُونِ

اُمید بندھ جاتی ہے۔ پھر تیسرے وقت و لوک یا ظہر والے باران رحمت کے صادر ہونے پر بمثل سابق عبادت کرنے سے رضامندی ربانی کی اُمید سہ گنا بڑھ جاتی ہے۔ اور پھر چوتھے وقت یعنے عشو ن والے باران رحمت کے نمودار ہونے پر مثل سابق حق ادائی و حق شناسی کرنے سے رضامندی ربانی کی اُمید اتنی کمالیت کے درجہ پر پہنچکر اسی جڑ و بنیاد پر ثابت قدم ہمیشہ رکھتے ہوئے اطمینان بخشتا ہے۔ خوش قسمتی ہے یہ ایمانی کھیتی چہار اوقات کے پابند چہار مساجد الحرام والے بلدۃ طیبتہ کی کاشت کرنے والوں کو۔ تاکہ وہ عمدہ کھیتی غصہ میں لاوے کافروں کو بسبب ان کاشتکاروں کے۔ اور وعدہ کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو کہ ایمان لائے۔ اور کام کئے نیک ان میں سے بخشش اور ثواب بڑا موہوب و مرزوق ہو گا۔

بیان بالا مذکورہ کے مطالعہ کرنے سے ناظرین کرام بخوبی واقف ہو گئے ہونگے۔ کہ طیبات و خبائث کی کیا حیثیت ہوا کرتی ہے۔ اور تمیز کرنے سے اور علیحدگی اختیار کرنے سے کیا کیا نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ چونکہ حکم ربانی کیمطابق خبائث سے اجتناب اور طیبات سے مانوس ہونا فرض ہے۔ اس لئے اِنَّ الصَّلٰوۃَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا۔ پ ۵

(ترجمہ۔ تحقیق نماز ہے اوپر مومنوں کے لکھی ہوئی یعنی فرض کی گئی وقت مقرر پر) کی تعمیل کیلئے پاکیزہ اوقات کی تحقیق و تشخیص کرنا اشد ضروری قرار پایا جسکا وجود بہ آیات ذیل واضح و روشن ہوتا ہے:۔

دلائل الفرقان فی اوقات الصلوٰۃ

دلیل اوّل:۔ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔

اوقات مبارکات کی قدر اچھی طرح معلوم ہو گی۔ اور اسی طرح ظاہری و باطنی نشانات کے مماثلت و مشابہت بیان کرتے ہوئے عبادت گذار لوگوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ سمجھاتا رہتا ہے۔ تاکہ بلدۂ طیبۂ کے لوازمات میں سے ثمرات کی توقع رکھیں۔ نہ کہ بلدۂ خبیثۂ کے لوازمات میں سے بدمات اور زقوم والے ثمر بد کی۔

ذیل کی آیت بھی ملاحظہ ہو۔ جس سے عبادت ربانی کو کھیتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ × × × × × × × ذٰلِكَ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ ۲۹

(ترجمہ)۔ خیر البشر جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابی بہت ہی سخت اور غضبناک ہوتے ہیں کافروں کے حق میں اور باہم نہایت ہی مخلص اور رحمدل ہوتے ہیں۔ اے رسول مقبول دیکھا کرتا ہے تو ان کو ہر صلواۃ کے ساتھ رکوع و سجود کرتے۔ چاہتے ہیں فضل خدا کا بذریعہ قیام۔ قعود وغیرہ ارکان کے۔ اور رضامندی اس کی بذریعہ رکوع سجود ادا کرنے کے۔ نشانی ان کی انکے چہروں میں انکساری و خاکساری اثر سجدوں کے ظاہر باہر ہوتی ہے۔ اس عبادتِ ربانی کی مثال مانند ایک کھیتی کے ہے۔ جس طرح پہلی باران رحمت سے کھیتی اپنی سوئی یعنے انگوری نکالنے لگے۔ پھر دوسری باران رحمت پر پہلی حالت سے زیادہ قوی ہونے لگے۔ پھر تیسری باران رحمت سے موٹی ہونے لگے۔ پھر چوتھی دفعہ باران رحمت سے برابر اپنی جڑ پر کھڑی ہو جاوے۔ اسی طرح [illegible] جیسے پہلے وقت کے نمودار ہونے پر ایمانی کاشت کرنے یعنے صلواۃ و زکواۃ ادا کرنے سے رضامندی ربانی کی انگوری یعنے امید حاصل ہو جاتی ہے۔ پھر [illegible] دوسرے وقت کی باران رحمت واقع [illegible] [illegible]

وَمِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً والی واوٗ عاطفہ دلوک الشمس کو من النہار قرار دیکر ہم رتبہ و ہم منصب خلیفہ قرار دیتی ہے۔ اسی طرح و قرآن الفجر والی واوٗ عاطفہ بلا درنگ مِنَ النَّھَارِ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ کے مطابق مِنَ الَّیْلِ فَتَھَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً ثابت کرتی ہے۔ چونکہ رب المشرق والمغرب دونوں طرفوں کا رب ہے اس لئے ہر دو اطراف کو عزت بخشنے کیلئے انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر ایک حصے کی حدبندی لفظ من سے کر دی۔ تاکہ دونوں پلڑوں کے حقوق برابر و مساوی طور پر محفوظ و مامون سمجھے جائیں۔ اور کسی طرح اُس وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ربوبیت میں فرق ظاہر نہ ہو۔ جیسے:۔ شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ۔ (آل عمران۔ پ ۳ ع ۱۵)۔

(ترجمہ۔ گواہی دی اللہ نے یہ کہ نہیں کوئی معبود مگر وہی ذاتِ پاک۔ اور فرشتوں اور صاحب علموں نے بھی گواہی دی۔ کہ اللہ تعالیٰ قائم ہے ساتھ انصاف کے۔) سے واضح ہے۔ اگر خداوند کریم خود انصاف و عدل پسند نہ ہوتا تو یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ۔ الآیہ۔ پ ۵ ع ۱۶ کے مطابق تم مومنین کو عدل و انصاف کرنے پر آمادہ کرتے ہوئے کیا وہ خود میاں فضیحت و دیگراں را نصیحت کے مصداق نہ ٹھیرتا۔ سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ پ ۱۵ ع ۵۔ حالانکہ وہ ذاتِ مقدس اپنے رسولِ مقبول کو بالخصوص تاکیداً امر کرتا ہے:۔ وَاِنْ حَکَمْتَ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْقِسْطِ۔ پ ۶۔ یعنے اگر تو کسی معاملہ دینی یا دنیوی کے بارہ میں لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنا چاہے تو انصاف اور عدل کیساتھ کیا کر کیونکہ انصاف و عدل کرنیوالوں کو ہی اللہ پسند کرتا ہے۔ اب اگر دینی مسئلوں میں سے اوقات الصلوٰۃ پر ہی تنازعہ واقعہ ہو۔ تو بتایا جاوے کہ رب المشرق والمغرب اور اِنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ والے ایمان و ایقان کو مدنظر رکھ کر کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ مشرق والے ضحیٰ کے ماسوائے مغرب والے غاسق میں نماز ادا کرنی ہے نیز بوقت تہجد گاہے نماز پڑھنی اور گاہے نہ پڑھنی اور بوقت دلوک بجائے ایک کے دو نمازیں پڑھ لینی یا بصورت دیگر تہجد و فجر اور غسق الیل میں ایک ایک نماز

مشرق
ضحٰی
دلوک الشمس
نصف النہار
قرآن الفجر
الی غسق الیل
فجر
عشاء
نصف اللیل
مغرب
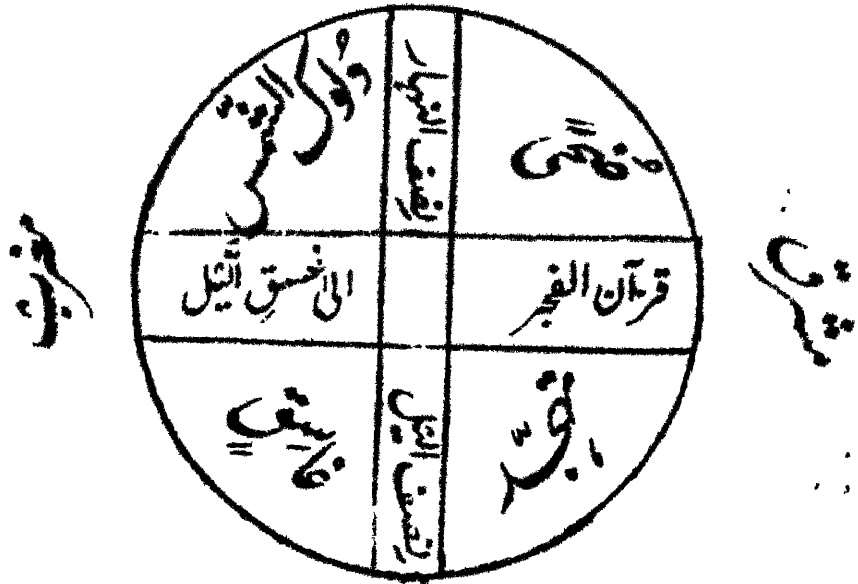
آیۃ ہذا کا ترجمہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ کسی مناسب موقعہ پر کیا جائیگا یہاں صرف اس قدر اظہار کرنا ضروری ہے۔ کہ اس میں چہار اوقات یعنے دلوک۔ غسق الیل۔ تہجد اور فجر ہی کے تام مندرج ہیں۔ جن میں صرف اور محض ایک ایک ہی نماز ادا کرنی فرض ہے۔ یعنے جیسے بوقت تہجد ایک ہی نماز ادا کی جانی مطلوب ہے۔ اُسی طرح اس کے مثانی دلوک میں بھی ہو۔ جیسے فجر کے لئے ایک ہی نماز مقرر ہے۔ اُسی طرح شام کے وقت بھی ایک ہی پڑھی جاوے۔ اِن مذکورہ اوقات میں سے کسی میں بھی ایک سے زیادہ نماز پڑھنے کا کہیں بھی حکم صادر نہیں ہوا۔ ہر چہار اوقات لپنے اپنے قرائن کے لحاظ سے ایک دوسرے کے مصدق اور مصنف کے مدعٰی گردانے جاتے ہیں۔ جیسے لفظ الیٰ کے قرینے سے انتہا ظاہر کرکے غسق الیل اور قرآن الفجر کو بالوزن ایک دوسرے کا مصدق اور لازم ملزوم زوج یا مثانی قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح من النہار والے دلوک الشمس اور من الیل والے تہجد کو لفظ من کے قرینے سے ابتدا قرار دے کر ایک دوسرے کا بالوزن مصدق و معاون بذریعہ واؤ جارہ کے بیان فرما دیا گیا۔ گویا جیسے وَمِنَ الَّیْلِ فَتَہَجَّدْ بِہٖ نَافِلَۃً اور وَمِنَ النَّہَارِ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ نَافِلَۃً کا ماننا ضروری ہے۔ اُسی طرح اِلیٰ غَسَقِ الَّیْلِ والی قُرْاٰنَ الْفَجْرِ کا ماننا لازم ہے جس طرح

يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ - پ۲۳ ع۱۵ -

(ترجمہ - کیا جو شخص کہ ہمیشہ عادی ہو بندگی کرنے کا تہجد والی تین شانوں
میں کہ سجدے کرتا ہو اور قعود کرتا ہو۔ اس وجہ سے کہ ڈرتا ہے آخرت والے مہیب
دن سے۔ اور امیدوار ہو اپنے پروردگار کی رحمت و رضامندی کا تو کیا بھلا وہ
لوگ جو حَتّٰی تَعْلَمُوْا مَا يَقُوْلُوْنَ کے مصداق ہوشیار ہو کر جاتے ہیں اور
وہ لوگ جو اَنْتُمْ سُكٰرٰی کے مصداق نہ سمجھنے والے ہوں۔ حقیقت میں
برابر ہو سکتے ہیں ؟ (ہرگز نہیں !) سوائے اس کے نہیں کہ نصیحت ربانی صنا
عقل ہی پکڑتے ہیں۔ اس رحمت الٰہی سے لاغرضوں کو کیا سروکار۔ اب آیت ذیل
ملاحظہ ہو:-

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ
لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ
ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ
لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰى
بَعْضٍ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ - پ۱۸ ع۱۴ - گ

(ترجمہ - اے ایماندار لوگو! چاہیئے کہ اجازت طلب کیا کریں تم سے وہ لو
جو تمہارے دہنے بازوؤں کے ماتحت اور زیر سایہ ہوں یعنی اولاد اور ان کی
ذریت میں سے۔ اور وہ بچے جو تمہارے لوگوں میں سے ابھی تک زمانہ بلوغت کو
نہ پائے ہوئے ہوں۔ دن میں تین بار۔ (اول) نماز فجر سے پہلے۔ (دوم) اور جس
وقت قیلولہ کی غرض سے اپنے کپڑے اتار دیتے ہو۔ یعنے وقت ظہر میں سے کسی
ٹکڑے میں۔ (سوم) اور نماز عشاء یعنے شام سے بعد۔ یہ تین حصے دن کے تمہارے
لئے پردے کے مقرر ہیں۔ ان میں ذرا بھر حکم عدولی نہ ہو۔ بلکہ بلا اجازت داخل
ہونا سخت گناہ اور موجب ناراضگی باریتعالیٰ ہے۔ البتہ اے مومنو! نہیں
تم پر اور ان لوگوں پر گناہ۔ اگر بلا اذن مانگے ان ہر سہ موقعوں کے بعد تم پر
پھرنے والے ہوں۔ تمہارے بعض اوپر اپنے بعض کے۔ اسی طرح بیان فرماتا ہے
اللہ تعالیٰ [illegible] اپنے احکام [illegible] اختیار کیجئے اور ان کے مطابق

اور دلوک میں دو ہی پڑھ لیں یعنی عین انصاف ہی انصاف سمجھا جاوے۔ اور یہ بات مطلقاً تصور میں نہیں آسکتی۔ کہ بصورتِ اختلاف عدل و انصاف قائم رہ سکتا ہو۔ تو پھر بے انصافی اور ظلم کس بیل کا نام ہے؟ جیسے لوگ ایک دوسرے کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور دشمنی پر اڑے رہتے ہیں۔

دلوک والی آیتہ مرقومہ بالا میں نافلہ لفظ کے نہ سمجھنے سے لوگ تہجد کی فرضیت کو معدوم سمجھ کر محروم الدرجات ہو رہے ہیں۔ افسوس ان علماء کرام پر جو شہرہ آفاق ہوتے ہوئے علوم خارجہ میں دخل انداز ہو کر مستحق عذاب الیم اور غضب الٰہی کے ہو رہے ہیں۔ حالانکہ اس غفور و رحیم۔ احکم الحاکمین رب العالمین نے اپنی تمام مخلوق کی سہولیت مدنظر رکھکر عبادت ربانی کی خاطر ایسے با برکت اوقات مقرر و معین فرما دیئے ہیں۔ جن پر پابند ہونے کے لیے بجز کسی غیر معمولی حادثات مثلاً بے ہوشی۔ چوٹ وغیرہ کے دیگر کسی تندرست یا مریض کو کبھی بھی تکلیف یا حرج محسوس نہیں ہو سکتی کیونکہ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ۔ میں کافی طور پر عیاں ہے۔ کہ نماز ہر وہ مریض و ہر وہ تندرست کما حقہٗ ادا کر سکتا ہے جو اس حمنسہ کو صحیح و سالم رکھتا ہو۔ اور کسی قسم کی بے ہوش کرنے والی مرض میں مبتلا نہ ہو۔ کہ جو کچھ کہے اور اسے خود سمجھ نہ سکے۔ پس اس سے اصل مدعا یہ ثابت ہو چکا کہ نماز قرآنی کیلئے تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ لازم امر ہے۔ اب جو شخص قائم الحواس ہوشمند۔ ایک دفعہ تہجد کے وقت اٹھنے کا عادی ہو جاوے۔ تو وہ کیا اس فرض کے ادا کرنے سے منحرف ہو سکتا ہے۔ عادی نہ بننا تو ان کیلئے ہو سکتا ہے۔ جو دل میں اللہ کی جناب میں حاضر ہونے اور سرخروئی حاصل کرنیکے امیدوار نہ ہوں لیکن جو شخص ذرہ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہو۔ وہ ضرور اللہ کے خوف سے چونک پڑتا ہے۔ وقت کے گذرنے پر اسکے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور شتابی سے جائے نماز پر بیٹھ جاتا ہے۔ تاکہ اسکی یاد میں مستغرق ہو۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا

عادل و منصف حقیقی وہی بن سکتا ہے۔ جو انصاف کرتے وقت کسی بڑے سے بڑے شخص کی سفارش یا شفاعت سے ہرگز مرعوب ہو کر کسی مومن یا کافر کے حق میں انحراف یا حق تلفی نہ کر سکے۔ چونکہ اِنَّا کُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰہُ بِقَدَرٍ پ۲۷ کے مطابق اندازہ سے ہر چیز کے پیدا کرنے کا دعویٰ محض خدا ہی کو مختص ہے۔ اسلئے اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا۔ پ۲۸ کے رُو سے ہر خود مقرر کردہ اندازے والی چیز کی حقیقت و ماہیت کا انکشاف کرنا اور اپنے مدعا کو پایۂ ثبوت تک پہنچانا بھی اسی ہی کا خاصہ ہے۔ نہ کہ بشر یا ملائکہ میں سے کسی کو مجال۔ سو جس حاکم اعلےٰ۔ الملک القدوس۔ العلیم القدیر کے روبرو ہمیشہ تعدیل قائم ہو۔ بھلا وہ کب کسی وکیل اور شفیع کی پرواہ رکھتا ہے۔ کہ اپنے عدل کے پلڑے کو کم و بیش کر سکے۔ بلکہ اس کا فیصلہ انصاف پر مبنی ہوا کرتا ہے۔ جس سے مدعی و مدعا علیہ کو چون و چرا کرنے کی گنجایش ہی نہیں رہتی۔ پڑھو:۔ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْہَا عَدْلٌ وَّلَا تَنْفَعُہَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ۔ پ۱

(ترجمہ۔ اے لوگو! ڈرو اللہ کی نافرمانی سے۔ کیونکہ ایک خوفناک دن جانکاہ آنیوالا ہے۔ جس دن وہ باریتعالیٰ تمہارے عملوں کا موازنہ کرے گا۔ جنکی نیکیوں کا اندازہ کم اور بدیوں کا بھاری ہوگا۔ اُن کے حق میں جہنم کا حکم صادر فرمایا جاوے گا۔ بلا کسی خصوصیت کے چاہے وہ کسی اولوالعزم نبی و رسول کی اُمت ہی کے افراد کیوں نہ ہوں۔ سب یکساں ہانکے جائینگے خبردار کسی شیطان، پیر۔ مولوی، گرو گھنٹال کے لارے میں نہ آنا۔ وہ تمہیں نجات دلا سکیں گے۔ قطعًا و مطلقًا ممکن ہی نہیں۔ متنبہ ہو جاؤ۔ ہرگز نہ کفایت کر سکے گا عذاب کرنے میں کوئی بڑے سے بڑا النفس بھی ذرا بھر چاہے تم کیسے ہی اُسکے عزیز کیوں نہ ہو۔ اور نہ قبول کیا جائیگا ان مجرموں سے کوئی معاوضہ خواہ کتنا ہی قیمتی ہو۔ اور نہ فائدہ مند ہوگی ان قرار دادہ مجرموں کے حق میں ان اولوالعزم رسولوں۔ نبیوں میں سے کسی کی شفاعت وغیرہ بھی۔ اور نہ ہرگز ذوالجلال والاکرام ہی دوزخ سے بچانے کی امداد کریگا۔

عمل پیرا ہونے کیلئے۔ اس لئے کہ اللہ خوب جانتا ہے تحت بازوں کو۔ اور بڑا ہی حکمت والا ہے ان کو راہِ راست پر لانے میں۔

صاحبان! آپ کو واضح رہے کہ آیت ہذا میں سخت محنت و مشقت کے باعث سونے اور آرام پانے کی خاطر تین اوقات مذکور ہوئے ہیں۔ اوّل مِنْ قَبْلِ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ۔ دوسرا۔ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِنَ الظَّہِیْرَۃِ۔ تیسرا مِنْ بَعْدِ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ۔ جیسے غاسِق یا عشاءً یا یا تا کا وہ طویل وقت جو شفق کے غائب ہو جانے سے نصف اللیل تک رہتا ہے۔ تہجد کے طویل وقت کو جو اس کے قریب واقع ہے۔ رات میں ہونیکے باعث حق شوع جتلاتے ہوئے اپنی بغل میں کشید کرنا چاہتا ہے۔ ویسے ضحیٰ یا غدوّا والا وہ طویل وقت جو طلوع الشمس سے نصف النہار تک رہتا ہے۔ ظہر کے طویل وقت کو اپنے لباس میں لپیٹنے کی تمنا رکھتا ہے۔ چونکہ تمر اطراف اور ان کے اوقات بحکم ربانی اپنی اپنی تاثیر پر کاربند ہیں۔ لہٰذا لوگوں کی طبائع بھی ان کی عادت پکڑ کر آرام طلبی پر اُمنڈ آتے ہیں۔ یعنی جو جسمانی اور ظاہری آرام کو پسند کر لیتے ہیں۔ وہ ظہر اور تہجد کو بھی آرام طلبی کیلئے خاص کر لیتے ہیں۔ جس سے شب و روز اپنے فرائضِ منصبی سے غافل رہتے ہیں۔ اسی طرح فجر کا وقت اپنے ہمسایہ دوست تہجد کو اپنی خصلت مبارکہ کی طرف اور عشاء لیتے شام دلوک یعنے ظہر کو اپنی سیرتِ حسنہ کی طرف کھینچتا رہتا ہے۔ تاکہ ایمانی لباس کو پسند کرنیوالے بلکہ جسمانی لباس کے باوجود لباس التقویٰ کو عزیز ترین جاننے والے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ کے فرمان کی قدر شناسی کرنے والے اپنے طبائع کو بہمہ وجوہ اوقات الصلواۃ کی طرف مائل رکھیں۔ پس ثابت ہو کہ قرآن الفجر اور صلواۃ العشاء میں کوئی جھگڑا نہیں۔ کیونکہ ہر دو کناری بالوزن مشہود لیعنے ظاہر یا ہر بلا کم و کاست مشہور و معروف اور ہوشیاری بیداری کے ہیں۔ لیکن کند ذہن و کم ظرف عدل و انصاف کے دشمنوں کے خیال میں صلواۃ الدلوک اور صلواۃ التہجد والے ہر دو اوقات متنازعہ فیہما سمجھے گئے۔ جن کا فیصلہ صادر فرمانا اشد ضروری ہوا۔ تاکہ جسمانی زندگی اور ایمانی زندگی کے بسر کرنے کیلئے عدل انصاف کا جھنڈا لہراتا ہوا معلوم ہو۔

باقی ماندہ میں آرام کرنا چاہو تمہیں اجازت ہے۔ لیکن اسکی فرضیت میں ہرگز نظرہ چشمی مت کرو۔ بلکہ محکم پکڑو اس کی فرضیت تمہارے عملوں اور ثوابوں کو گھٹائیگی نہیں۔ بلکہ بڑھائیگی اور دوبالا کریگی۔ تمہاری نفس کشی اور اظہار انکساری کی ابتدائی منزل اسی سے شروع ہوتی ہے۔ تمہاری تقوی و پرہیزگاری کی بنیاد اسی پر قائم ہے۔ اگر اسے نظرانداز کر دیا گیا تو جان لینا۔ اس کا وبال تمہارے سر پر ایک بہت خطرناک صورت میں نمودار ہوگا۔ اور تم سے یہ اقتضائے عدالت باریتعالی انتقامی مطالبہ کرنے سے کبھی نہ ٹلے گا۔ کیونکہ اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ۔ پ۲۷۔ کے مطابق میزان میں زیادتی نہ کرنے اور میزان میں کمی نہ کرنیوالا فیصلہ کن قانون اس سے ہرگز مخفی نہ ہوگا۔ اسوقت کی نماز کو دستور العمل سمجھنے میں کسی کو کلام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالے نے ہر قسم کے عذرات رکھنے والوں کو اس کی فرضیت بحال رکھنے اور قدرشناسی کرنے کیلئے مامور و آمادہ کر دیا ہوا ہے۔ لقولہ تعالی:—

عَلِمَ اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی وَاٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاٰخَرُوْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْہُ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَقْرِضُوا اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا۔ پ۲۹ ع۱۴۔

(ترجمہ۔ اللہ تعالی یہ بھی ابتدا ہی سے جانتا تھا۔ کہ ضرور تم میں سے بعضے بیمار بھی ہونگے۔ اور دوسرے کئی تلاش معاش من فضل اللہ کی غرض سے زمین میں پھیلنے اور محنت کشی کرنیوالے تھکے ماندے ہونگے۔ اور دیگر کئی اللہ کے راستے میں جہاد و قتال کرنیوالے ہونگے۔ اس لئے بھی حکم کیا جاتا ہے۔ کہ انہیں آیات قرآنی کا ورد کیا کرو۔ جو مقرر من اللہ ہوچکی ہیں۔ اور ان اوعیات کے مواقع یہ ہیں۔ کہ یہ پاکر وقیاما قعودا و علے جنوبھم والی صلواۃ اور اذکرو رکعا و سجدا والی زکواۃ۔ بلکہ فصل الخطاب والاعظیم الشان قرضہ اللہ کو دو۔ جو تمہاری کمائی کا سوا حصہ والا بہتر قرضہ کہلاتا ہے۔

جب نماز تہجد کی فرضیت ایسی شدومد سے تمام قائم الحواس مریضوں ہر قسم کے محنت کشوں اور ہر قسم کے مجاہدوں پر بلا دریغ ثابت و قائم ہوچکی

بلکہ ابدالآباد مردود و ملعون اور عذاب الیم میں گرفتار رہینگے۔ وَلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ رب العالمین کی امداد کی طرف اشارہ ہے یعنے وہ القہار والجبار کسی وقت اور کسی زمانہ میں بھی ان پر رحم نہ کریگا۔

پس یہ وہی العزیز ذو انتقام اور شدید العقاب ہے۔ جو بلا شرکت کسی رات اور دن کے اندازوں کا حال بفحوائے آیۃ ذیل ظاہر فرماتا ہے۔ کما قال تعالیٰ:- وَاللّٰهُ يُقَدِّرُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ عَلِمَ اَنْ لَّنْ تُحْصُوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ ۲۹/۱۴ (ترجمہ) یعنے اللہ ہی کا حق ہے کہ اندازہ رات اور دن کا مقرر کرے۔ کیونکہ وہ پہلے ہی سے جانتا تھا کہ تم ہرگز اس ہر ایک کے اندازہ کا حساب اور نگہداشت نہ کرسکوگے۔ لہذا تمہاری مشکل آسان کرنے کی خاطر یہ صادر فرمایا جاتا ہے۔ يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا۔ ۲۹/۱۴

(ترجمہ) اے جامۂ رسالت بالخصوص اور لباس التقویٰ بالعموم کو زیب تن کرنیوالے ہمیشہ اوقات طیبہ کے نازل ہونے پر بلدۃً طیبۃً کو رونق افروز اور خوبصورت بنانے کی خاطر یہ حکم رب العالمین صلوٰۃ و زکوٰۃ جیسی وَاَقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا والی تخم ریزی کرنے کیلئے شب خیزی کیا کر۔ ساری رات مراد نہیں بلکہ تھوڑی جو نصف اللیل سے شروع ہوکر طلوع الفجر تک رہتی ہے۔ جبکہ تمہارے عقب میں نصف النہار پر آکر سورج کو دلک واقع ہو رہا ہو۔ تم کو اختیار ہے۔ خواہ تم اس قطعًا من اللیل والے سالم حصّے کے نصف میں اٹھو خواہ اس نصف کردہ کم حصّہ میں اٹھو یا اس نصف کردہ زیادہ میں اٹھو بہرحال اس حد کے اندر جب چاہو ایک ہی تہجّد والی نماز ادا کرو۔ اور جب چاہو آرام اور نیند کرو۔ اور یاد رکھو نمازمیں ادعیات قرآنی نہایت احترام سے آہستہ اور واضح طور پر تعدیل صوت مدنظر رکھکر پڑھا کرو۔

ازروئے آیت ہذا یہ فیصلہ ربانی اظہر من الشمس عیاں ہوچکا کہ تم باآسانی اس وقت کی نماز ادا کرسکتے ہو۔ چاہے نصف میں اٹھو۔ چاہے نصف تک سوئے رہو۔ اور اس سے زیادہ میں۔ یا نصف سے کم میں اٹھکر عبادت کرو اور

سے واضح وروشن ہوچکا۔ کہ خداوندکریم نے کسی مریض۔ تندرست۔ امیر اور غریب کی عذر کرنیکی گنجائش نہیں رہنے دی۔ بلکہ سونے اور جاگنے کیلئے عدل ومیزان قائم کرکے نفس امّارہ ونفس مطمئنّہ کو پورا پورا حق ادا کر رکھا ہے۔ تاکہ روحانی اور جسمانی زندگی بسر کرنے میں کسی قسم کا حرج یا اکراہ واقع نہ ہو۔

الغرض عباد الرحمٰن کو اس (تہجّد والے) فیصلہ کا بخوبی پتہ لگ گیا ہوگا کہ روزانہ عبادت اسی وقت سے شروع ہونی چاہیئے۔ جبکہ سُورج کا عروج سمت الرّاس کی طرف ہو۔ اور دوسری وقت کی نماز دلوک سے شروع ہونی چاہیئے۔ جب سُورج کا زوال نصف اللیل کی طرف شروع ہو۔ چونکہ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى۔ ۲۷۔ (پس واسطے اللہ ہی کے ہے زمانۂ آخرت اور زمانہ پہلا) کے مطابق مشرق والمغرب کا مالک بھی وہی احکم الحاکمین خیر الفاصلین ہے۔ لہٰذا جو ایسا فیصلہ اُس کا اوّل میں نافذ ہوگا ویسا قطعی فیصلہ بالقسط آخر میں۔ اور جو ظاہر میں وہی باطن میں بھی متصوّر ہوگا۔ یعنی ہر حال یکساں فیصلہ قائم رہیگا۔ کسی صورت میں ذرا بھر کی بیشی کا امکان نہیں ہوسکتا۔ کقولہٖ تعالیٰ:۔ وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ وَ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ ۸۔ (اوریقین جانو کہ پوری ہوئی بات رب تیرے کی راستی اور انصاف میں ہرگز کوئی اس کی بات کو بدلنے والا نہیں۔ اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔) سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ ۲۲۔ (جو طریقہ اور جو فیصلہ اور جو قانونِ ربّانی جاری ہوچکا ہو اُن لوگوں میں جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اے رسول تو ہرگز نہ پاویگا اب کی دفعہ واسطے حسب سابق عادت اور ضابطۂ ربّانی کے کچھ بھی تغیّر و تبدّل ہو) ۔ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۔ اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ اِلٰى اٰخِرِہٖ۔ ۱۵۔ (اے رسولِ مقبول جان لے کہ ان شخصوں کے بارہ میں تیرے رب کی کیا ہی بے مثل عادت تھی۔ کہ تحقیق بھیجا تھا ہم نے اُن کو تجھ سے پہلے اپنے رسولوں میں سے شمار کرکے اور یاد رکھ کہ ہرگز نہ

تو بتائیے کہ اب وہ باقی کونسا کسی کا عذر رہا جو مَا فَرَّطْنَا فِی الْکِتٰبِ مِنْ شَیْءٍ اور وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ کے علاوہ ہے جس کی بناء پر لوگ اسے محض نفل سمجھکر بے حس و بیحرکت پڑے رہتے ہیں۔ یا مباشرت جیسی عیش و عشرت میں مستغرق ہونے اور بیحیائی و سستی کا جامہ زیب تن کرکے سوئے رہنے پر ہی تلے رہتے ہیں۔ اور ذرا بھر بھی شرمندگی محسوس نہیں کرتے۔ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ متقین کی تعریف میں کیا فرماتا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ اٰخِذِیْنَ مَآ اٰتٰهُمْ رَبُّهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُحْسِنِیْنَ۔ كَانُوْا قَلِیْلًا مِّنَ الَّیْلِ مَا یَهْجَعُوْنَ وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ (پ ۲۶)۔

(ترجمہ تحقیق) اصلی و ارث متقین اور پرہیزگار اللہ سے ڈرنیوالے لوگ ہی ہونگے۔ جو بہشتوں اور چشموں میں شاداب و خوشحال رہینگے۔ اُس ایک چیز کو لینے والے ہونگے۔ جو پروردگار ان کو بہشتوں میں عنایت کرتا رہیگا۔ محض اسلئے کہ وہ لوگ اس بہشتی زمانہ سے پہلے دنیا میں نیکی کمانے والے تھے۔ یعنی میاں دوچنی ونقد اپنے اور پرائے حقوق کی نگہداشت کرنیوالے۔ اور عبادت ربّانی میں ہمیشہ کوشاں رہتے تھے۔ وہ غاسق اذا وقب سے لیکر طلوع الفجر تک والی ساری رات میں سے تھوڑے حصے میں سویا کرتے تھے۔ یعنی نصف الّیل تک۔ اور ہمیشہ تسبیح۔ تحمید اور استغفار والی نمازوں کا آغاز ساتھ سحری نماز یعنی تہجّد سے ہی کیا کرتے تھے۔ جو نصف الّیل سے طلوع الفجر کا وقت ہے۔

اَبْ غور طلب امر یہ ہے۔ کہ جب متقین بننے کیلئے سحر کی نماز اولین شرط لازم ٹھیری تو بتائیے کہ اس وقت کی نماز میں سستی اور لاغرضی کرنیوالا کب فلاحیت و رضا مندی ربانی کا مستحق بنکر زمرہ متقین میں گردانا جاسکتا ہے۔ جبکہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّیْلِ هِیَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِیْلًا۔ (پ ۲۹)۔

(ترجمہ تحقیق) پچھلی رات کا اٹھنا وہ نفس امارہ کے کچلنے اور نفس مطمئنہ کی برقرار رکھنے کیلئے بڑی سخت اور بھاری بات ہے۔) جو تہجّد والی نماز کی شان ہی میں مذکور ہو چکا ہو۔ معمول بہ نہ قرار دیا جاوے۔ پس مذکورہ بالا آیات قرآنی

بآیتہٖ اِنَّہٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ۔ پ کے مصداق ہو رہے ہیں۔ فَقَدْ ہَجَرُوْا وَ تَتَکَلَّمُوْا۔

دلوک پر تہجد والے فیصلے نفاذ کے متعلق

حُجَّۃُ اللّٰہِ الْبَالِغَہ

وہ لوگ جو دلوک کی ایک ہی نماز پڑھنے میں اختلاف کرتے ہیں یا تہجد کی فرضیت میں متردد ہو کر خداوندکریم کے اول فیصلہ کو بھی اپنے وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِکَلِمٰتِہٖ پ اور سُنَّۃَ اللّٰہِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبْدِیْلًا پ کے مطابق دلوک پر عائد نہیں کرتے۔ بلکہ اس میں بجائے ایک کے دو نمازیں پڑھتے رہتے ہیں۔ یا نماز دلوک کی طرح تہجد والی نماز کو روزانہ ادا کرنے کیلئے فرض قرار نہیں دیتے۔ ان کے حق میں خدائی عتاب بہ آیت ذیل ملاحظہ فرمایا جاوے۔ قال اللہ تعالیٰ فی امام مُبین :- اِنْطَلِقُوْا اِلٰی مَا کُنْتُمْ بِہٖ تُکَذِّبُوْنَ۔ اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَّا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّھَبِ اِنَّھَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ وَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ۔ پ ۲۹ / ۲۱ -

(ترجمہ۔ اے تہجد کی فرضیت سے تعرض کرنیوالو! اور دلوک میں ایک سی زیادہ نمازیں پڑھنے اور اسمیں ناحق اور خلاف منشاء ربانی تاویلیں کرنے والو! تہجد والی تین شاخوں کو ملاحظہ کرکے اس کی فرضیت میں رخنہ اندازی کرنے کا وبال دیکھو۔ کہ کس طرح دنیا میں اسے جھٹلاتے تھے۔ اور محض نفل سمجھکر اور معنے ومطلب کو خلاف واقعہ تصور کرکے ضائع کر دیتے تھے کیونکہ دنیا میں تین شاخیں بتلا کر ایک ہی نماز کسی شاخ میں بیدار و خبردار ہو کر ادا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ مگر باوجود اس کھلم کھلا فیصلے کے پھر بھی

پاویگا واسطے ہماری سابقہ عادت اور طریقہ میں آخری زمانہ میں کچھ بھی تفاوت اور تغیّر یعنی جو طریقت شریعت۔ اور رسم و رواج ماقبل رُسُل انبیا میں جاری وساری رہی ہیں۔ تیرے زمانہ میں یا بابعد ان میں کچھ تبدیلی نہیں ہوسکے گی۔ اسلئے تجھے آگے آنیوالی آیتہ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ کے حصّے سمجھ لینے میں کیا دقّت وخدشہ محسوس ہوسکتاہے۔ کہ خداوند کریم نے پہلا مقدمہ تو فیصلہ کردیاہے۔ تو اس دلوک والے وقت کاکیسے ہو۔ سو اے رسولِ امین تو میرے سابقہ طریقہ اور قانون کو اس کیلئے بھی مساوی طور پر سمجھ جان۔ کیونکہ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا۔ پ۲۹۔ (تحقیق تیری لیے تہجّد کے وقت کی طرح دن کے وقت دلوک میں بھی شغل عبادت کابڑا وقفہ ہے) کے مطابق دلوک کے وقت میں بھی ایک ہی نماز پڑھ لے۔ خواہ نصف میں یا نصف سے کم یا اس سے زیادہ۔ غرضیکہ غروب اول تک کسی حصّے میں محض ایک ہی نماز ادا کرلیا کر اور بس۔

جب دن کے اول حصّے یعنے مشرقی علاقہ والے ابتدائی وقت (تہجّد) کی توضیح ہونے سے مغربی علاقہ والے دوسرے حصّے کے ابتدائی وقت (دلوک) کی بھی کماحقّہ تین ہی شاخیں ثابت و آشکارا ہوچکی ہیں۔ جس سے بلاشبہ وتردّد ایک ہی نماز کا پڑھنا مراد ہے۔ کہ کسی کو جزءً وکلاً انکار نہیں ہوسکتا۔ تو بھلا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيلًا۔ پ۵[1]۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا۔ پ۵[2] وَهُوَ الَّذِي اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا۔ پ۸[3]۔ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا۔ پ۸[4]۔ ان آیات مبارکات کے باوجود خودتراشیدہ۔ موضوعہ۔ مخترعہ۔ علوم خارجیہ باطلہ کو اختیار کرنے کی کیا ضرورت ہوئی۔ جن پر کاربند ہوکر قرآن شناسی سے ازسرتاپا محروم اور وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ اَوْ كَذَّبَ

---

[1] ترجمہ۔ اور کون ہے اللہ سے بہت سچا بات میں۔ [2] اور کون ہے بہت سچا اللہ سے حدیث یعنے کلام میں۔ [3] اور وہی تو ہے رب جس نے اُتاری ہے تمہاری طرف کتاب مفصل ومشرح۔
[4] اور پوری ہوئی بات رب تیرے کی راستی میں اور انصاف میں۔
[5]۔ اور کون ہے بڑھکر ظالم اس شخص سے جو بہتان باندھے اللہ پر جھوٹ۔ یا جھٹلائے اس کے نشانات قرآنی کو۔ تحقیق نہیں چھٹکارا پاتے ظالم۔

آیۃ ہذا کے اقتباس سے صحیح الخیال اور سالم الدماغ افراد پر
اتم و اکمل طور پر بنظر انصاف دیکھنے سے ظاہر باہر ہو چکا ہوگا۔ کہ زرد اونٹوں
کی تمثیل کا مورد و محل سوائے دلوک کے اور کوئی وقت نہیں بن سکتا کیونکہ
اسی حصہ دن سے جنگلوں اور چراگاہوں سے اونٹوں کا اپنے اپنے مستقر پر
واپس لوٹنا مراد ہے۔ یہ تمثیل تہجد کی تین شاخوں پر عائد نہیں ہو سکتی کیونکہ
اندھیری رات کے باعث ان کی زردی کا نظر آنا سراسر ناممکن ہے۔ پس معلوم
ہوا کہ سورج ڈھلتے ہی اونٹوں کی طرح زردی میں متبدل ہوتا رہتا ہے جس
طرح کئی اونٹوں سے بلکہ ایک قطار بنتی ہے۔ اسی طرح کئی چنگاریوں سے بلکہ
ایک عذاب تیار ہوتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس کئی حصوں اور شاخوں سے بلکہ
ایک دلوک کا وجود قرار پاتا ہے۔ جیسے دلوک کیخلاف عمل کرنے سے ایک ہی
عذاب مقرر ہے۔ ویسے ہی اسکی مطابقت و موافقت کرنے میں محض ایک ہی
نماز ادا کرنی مراد ہے۔ اور ایک ہی ثواب ملنے کا وعدہ ربانی ہے۔ جو نماز کے
مختلف اعضاء و ارکان کی طرح مختلف اجرات پر مشتمل ہوگا۔ اب ناظرین کرام
خود بنظر تعمق غور کریں۔ کہ لفظ ظل صرف ایک سایہ کا ہونا ظاہر کرتا ہے۔ لیکن
ذِی ثَلٰثِ شُعَبٍ سے تین شاخوں پر مشتمل ہو کر صاف ثابت کر رہا ہے کہ
تہجد والی تقسیم نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيْلًا اَوْ زِدْ عَلَيْهِ کے مطابق جیسا
نقشہ ذیل سے عیاں ہے۔ زردی مائل وقت دلوک میں بھی اسی طرح تین ہی
شاخیں مانی جاویں۔ تاکہ لا ظلیل والے ایک ہی
طویل وقت کی مخالفت والے وبال سے ڈر کر
اونٹوں کی ایک ہی قطار کی طرح ایک
ہی سلسلے والی نماز ادا کریں۔ اور وَلَا
يُغْنِيْ مِنَ اللَّهَبِ کی رو سے ایک
ہی عذاب والے شعلے سے جو کئی چنگاریوں
پر مشتمل ہوگا۔ ایک ہی ثواب کے مستحق
قرار پاویں۔ جس سے مانند محلوں کئی اجرات

نصف النہار
شام
فجر
نصف اللیل

دلوک کی شاخوں کا انکار کیا۔ اور نہ تبدیل ہونیوالی سُنّتہ اللہ کا لحاظ نہ رکھا۔ اب آؤ میں تہجّد کی شاخوں کو جو ھو الاوّل نے اپنی عادت لاثانی کے مطابق اوّل دنیا میں ظاہراً واضح طور پہ بیان کی تھیں۔ تاکہ سب لوگ وقتوں کے حصّے معلوم کرلیویں۔ اور باطناً کیلئے بھی وہی طریقہ اختیار کرنا سکھا دیا تھا۔ لیکن تم نے بباعث سرکشی انکار کردیا۔ چونکہ پہلے حصّے کی تقسیم بہ حیثیت الرحمٰن ہونیکے بتلائی گئی تھی۔ پس جنہوں نے اس تقسیم کو حق الیقین وعین الیقین سمجھکر مان لیا اور اس کا نفاذ دن کے دوسرے حصّے یعنے دلوک پر بھی کر بیٹھے۔ اُن کے حق میں بحیثیت الرحیم ہونیکے آخرت میں ہر ایک وقت کے بالعوض ایک ایک بہشت اور ہر ایک نماز کے بالعوض ایک ایک چشمہ ہوگا۔ جیسے آیات ذیل سے وعدہ ربّانی کی توضیح ہوتی ہے:۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَانِ × × × × فِيهِمَا عَيْنَانِ تَجْرِيَانِ (اور) وَمِنْ دُونِهِمَا جَنَّتَانِ × × × × فِيهِمَا عَيْنَانِ نَضَّاخَتَانِ۔ پ۲۷

یعنے واسطے اس شخص کے جو اپنے مربی حقیقی کے حضور میں کھڑے ہونیسے ڈرتا ہے۔ صبح وشام والے چار وقتوں کی چار نمازوں۔ مشتمل آٹھ قدرات (رکعات) کے بالعوض چار بہشتوں کے چار ہی چشمے آٹھ بار جاری ہونے اور جوش مارنیوالے موہوب و مرزوق من اللہ ہونگے۔ لیکن جن نافرمانوں اعتدال کے دشمنوں نے مؤمنوں کا سا طریقہ چھوڑ دیا۔ ان کے حق میں بہ حیثیت الجبّار والقہّار ہونے کے عذاب والی شاخیں علاوہ تہجّد کے دلوک میں نازل فرمائے گا۔ کیونکہ جو چیز سرکش کو بذریعہ ڈنڈے کے سکھائی جاتی ہے۔ وہ جان کے لالے پڑجانے سے کبھی نہیں بھول سکتی۔ اب چلو تین شاخوں والے ایک سایہ کی طرف۔ جو نہ سایہ دے سکیگا تم کو کسی صورت اور نہ دوزخ کے شعلوں سے کفایت کرے گا۔ تحقیق وہ پھینکتی ہیں عذاب کی چنگاریاں مانند محلوں کے۔ گویا کہ وہ چنگاریوں والا عذاب زرد اونٹوں کی قطار ہے کہ پے درپے اور یکے بعد دیگرے اُترتی رہینگی۔ افسوس ہے اُسدن واسطے جھٹلانے والوں کے۔

نہیں؟ اسی طرح اگر سردی کے موسم میں تہجد کی نماز پڑھنے میں سردی تنگ کرتی ہے۔ تو کیا دلوک کے وقت سخت گرمی موسم گرما میں تنگ نہیں کرسکتی؟ اگر مریض کو تہجد کے وقت سخت تکلیف محسوس ہورہی ہو تو دلوک کے وقت کیونکر صحت آجاتی ہوگی۔ کہ اس میں عمل کرنے سے نافلہ حاصل نہیں ہوگا۔ پس اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا نے ظاہر باہر کردیا ہے۔ کہ اگر تہجد کے بارہ میں یہ عذرات درپیش ہوں جنکے باعث نافلہ ملنے کا حق حاصل ہے۔ تو دلوک میں بھی اسی طرح کی بے شمار مصروفیتیں ہوتی ہیں۔ جن سے کنارہ کش ہونیکی بدولت نافلہ حاصل ہونیمیں شک وشبہ کو گنجائش ہی نہیں ہوسکتی.

یاد رکھیں۔ اگر نماز ظہر کو فرض تصوّر کرینگے۔ تو تہجد کو بدرجۂ اولیٰ فرض ماننا پڑے گا۔ اور اگر تہجد کو نافلہ قرار دینگے تو دلوک بھی بدرجہ اولیٰ نافلہ تصور کرنا ہوگا۔ جس طرح وہ دونوں اپنی تقسیم حصص میں بلادریغ مساوی وبرابر ثابت ہوچکے ہیں۔ اسی طرح ہر امر میں بھی سراسر مساوی وموافق ہونے کا دم بھرتے ہیں جیسا عذاب دلوک کے متعلق مذکور ہے ویسا ہی تہجد کے متعلق ماننا لازم ہے کیونکہ یہ دونوں اوقات باہم گوشت اور پوست کے مانند ظاہر اور باطن کا دعویٰ رکھنے والے ہیں۔ جس طرح مشرق کی دو نمازیں فرض ہیں۔ اسی طرح مغرب کی بھی دونوں نمازیں فرض اوّلین ہیں اِن ہر دو طرفوں کی کسی نماز کو نہ پڑھنے والا یا سستی ولاغرضی برتنے والا مستحق عذاب عظیم کے بن جاتا ہے۔ خداوند کریم ذوالجلال والاکرام نے کسی کا عذر باقی رہنے نہیں دیا تندرست ہے لیکر مریض اور غریب سے لیکر بادشاہ تک سب حکم الٰہی کے پابند ہوکر روزانہ چار اوقات مسلّمہ میں بڑی آسانی سے عبادت کرسکتے ہیں

دلیل دوم۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ۔ پ١٢۔

ترجمہ۔ اور اے محبوب ربانی۔ رسول یزدانی! جاری رکھا کر روزانہ نمازیں دن کے دونوں کناروں فجر وشام کے وقتوں اور رات میں سے تہجد والی تین ساعتوں[۱] یعنے گھڑیوں میں بلا کسی فرق اور اختلاف کے

[۱] اور بالوزن دن میں سے دلوک کی تین ساعتوں

مُراد ہوں گے۔ یا یوں سمجھیے کہ خدائی امر کے مطابق دلوک میں عمل کرنے والوں پر اس آیتہ مذکورہ بالا کے خلاف سلوک روا رکھا جائیگا۔ اور عمل نہ کرنیوالوں کے حق میں وہ سلوک روا ہوگا۔ جو بہشتیوں کے حق میں نہ ہوگا جیسا ماقبل واضح طور بیان ہو چکا ہے۔ پس دلوک کا وہی سایہ بمعہ متعلقہ شاخوں کے ایک ہی قطار باندھنے پر ثواب کا ایک ہی جلوہ ڈال کر کئی اجرات سے مومنوں کو شادمانی بخشے گا۔ اور وہی سایہ بمعہ متعلقہ شاخوں کے مہیب و خطرناک صورت اختیار کرکے کافروں کو فی النار و السقر کردینے والا ہوگا۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ وَ نَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا۔

الغرض جس طرح تہجد کو نافلہ کہا گیا ہے اُسی طرح اَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيْزَانِ وَ اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ کے رُو سے اگر دلوک کو بھی نافلہ مانا جاوے۔ تو اس میں کیا قباحت ہو سکتی ہے۔ جبکہ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًا ۔ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا۔ (تحقیق اُٹھنا رات کا وہ بہت سخت ہے نفس کے کچلنے میں اور بہت سیدھا کرنیوالا ہے عبادت ربانی والی بات کو تحقیق تیرے لئے بیچ دن کے شغل ہے بڑا وسیع۔) کی معذوریوں اور مجبوریوں میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ اگر تہجد کے وقت نیند غالب ہوتی ہے۔ تو کیا ظہیرۃ میں نیند سے کب آزاد رہ سکتا ہے۔ اگر تہجد کے وقت سے مجادلہ و مقاتلہ کیلئے تیاری رونما ہو جاتی ہے کہ میدانِ صبح میں طاغین اور ظالمین کا قلع قمع کیا جاوے۔ تو کیا ظہر کے وقت سے کافروں و ظالموں کی شبخونی اور لقب ذنی کی مدافعت اور پہرہ داری کرنے کا بندوبست نہیں کیا جاتا؟ اور اگر وَ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَ حِيْنَ تَسْرَحُوْنَ کے مطابق سحرے اونٹوں کو چراتے ہوئے دُور تک لیجانے اور نصف النہار کے بعد چراتے ہوئے واپس گھر کی طرف عتمہ یعنی بعد غسق اللیل واصل ہونے کی خاطر کیا محنت و مشقت کرنی ہر دو موقعوں میں ضروری

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ
سے ظاہر ہے۔ اس سوال کا خدشہ رب المشرق والمغرب نے اسی زیر عنوان آیتہ کے ماقبل ہی میں ہٹایا ہوا ہے۔ تعصب و عناد کو بالائے طاق رکھکر خالصًا لوجہ اللہ ملاحظہ فرماویں۔ قال اللہ تعالیٰ:۔

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِیْهِ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ بَیْنَهُمْ وَ اِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ۔۔۔ فَاسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ الی آخرہ پ ۱۲۔

(ترجمہ۔ اور البتہ تحقیق دی تھی ہم نے موسیٰ سلام علیہ کو کتاب التوراۃ پس لوگوں نے اسمیں اختلاف کیا۔ اور اگر نہ گذر چکی ہوتی پہلے ایک بات تیرے پروردگار کے ہاں سے پھر البتہ فیصل کیا جاتا ان کے درمیان تو وہ ضرور اس بات کے بارہ میں بڑے شک و شبہ میں گرفتار ہو جاتے۔ پس اے رسول مقبول تو اور تیرا ہر ایک ساتھی جس نے خالص توبہ کی ہے اسی طرح سیدھا و متوسط رہنا اختیار کرے۔ جیسا اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ کے ضمن میں تجھے فرمائش کی گئی ہے۔ اور مضبوطی و مستحکم طور سے اس بات کو ذہن نشین کر لیا جاوے۔ کہ ہرگز حد سے بڑھنے کی خاطر تعدی و سرکشی کو دستور العمل بناتے ہوئے اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ کی مخالفت نہ کرنا۔ تحقیق وہ ذات مقدس اس ہر ایک عمل کو جو تم کرتے ہو۔ یا کروگے خوب دیکھنے والا ہے۔ اسلئے حد سے بڑھکر دست درازی سے بچے رہو اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ ولا تخسروا المیزان کے خلاف کرنے میں ان لوگوں کی حمایت و صلح کیلئے جو ظلم کرتے تھے ہرگز مت جھک جاؤ۔ حد سے زیادہ۔ اگر ایسی بھی اور بزدلی ظاہر کروگے یا تعدی کروگے تو دونوں حالتوں میں لگ جائیگی تمکو ناقابل برداشت دوزخ کی آگ۔

ان آیات بینات کے بیان کرنے کی ضرورت محض اسواسطے لاحق ہوئی
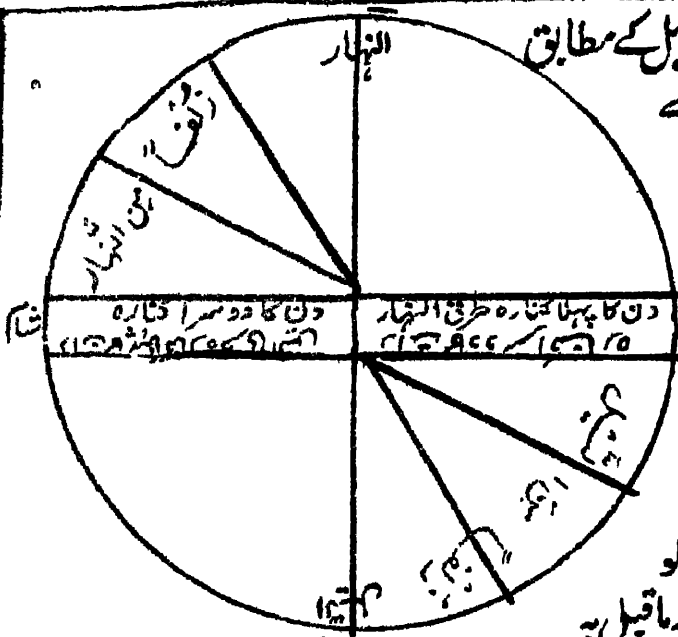
تحقیق میزان و تعدیل کے مطابق کی ہوئی نیکیاں پرے کر دیتی ہیں سب برائیوں کو۔ یہ عظیم الشان نصیحت ہے۔ میانہ روچال چلنے والے نمازیوں کے واسطے۔

ناظرین کرام کو بخوبی معلوم ہو گا۔ کہ ما قبل یہ ظاہر کر چکا ہوں۔ کہ وَ الَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی وَ النَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی۔ پ ۳۰۔ کے مطابق لیل وہ ہوتی ہے۔ جب نہار کو اپنے پردہ میں ڈھانپ دیتی ہے۔ اور کسی صورت بھی شفق تک باقی نہیں رہنے دیتی۔ اور نہار وہ جب لیل کو کامل طور پر اپنے آغوش میں لے لیتا ہے۔ جس نے تجلّی اور روشنی سے ذرا بھر بھی سیاہی باقی نہیں رہتی۔ گویا نہار اُس حصہ کا نام ہے۔ جبکہ سورج پردۂ خفاء سے طلوع کر چکا ہو۔ اور علیٰ ہذا القیاس رات بھی وہ رات مراد ہے جب پورے طور پر گھپ اندھیرا چھایا ہوا ہو۔ چونکہ فجر و عشاء کے دونوں اوقات نہ نہار میں شمار ہو سکتے ہیں اور نہ لیل میں۔ اس لئے ان کو طرفی النہار اور طرفی الیل کہنا بجا تھا۔ کیونکہ ہر دو اوقات لیل اور نہار سے مستثنےٰ دونوں طبقوں کے عین ابتدائی و انتہائی کناروں پر واقع ہیں۔ اس لئے یہ رات کے کنارے بن سکتے ہیں۔ اور دن کے بھی۔ اب رہا یہ امر کہ جب خداوند کریم کے نزدیک طرفی الیل اور طرفی النہار میں کوئی فرق نہ تھا۔ تو آیۃ زیر عنوان میں کس خصوصیت کو مد نظر رکھکر صرف طرفی النہار ہی مذکور فرمایا۔ اور طرفی الیل کا ذکر تک نہ کیا۔ سو واضح ہو کہ میں بار بار عرض کر چکا ہوں کہ تمام آیات و نشانات فرقانی کا دارومدار عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ جیسا

تاکہ آئندہ آنیوالی زیر عنوان آیت کا اصلی مدعا و مطلب ہر خاص و عام پر
اچھی طرح واضح و روشن ہو جاوے۔ اور خوب ذہن نشین ہو سکے۔ کہ وَمِنْ كُلِّ
شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کے مطابق اور اِنَّا اَنْزَلْنَا اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا
مَّثَانِيَ کے موافق رب العالمین نے کس حکمت اور قانون غیر متبدل کا نفاذ
اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ کے قائم کرنے کیلئے مقرر
کیا ہے جس کے مان لینے میں کبھی تو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

بیان مذکورہ بالا کا ماحصل یہ سمجھ لیجئے۔ کہ پروردگار عالمین نے محمد
رسول اللہ نبی آخر زمان کو پہلے یہ سمجھا دیا تھا۔ کہ تجھ سے پہلے رسولوں
میں سے موسیٰ سلامٌ علیہ جیسے اولوالعزم رسول کو مبعوث فرمایا تھا جس کو
ہم نے اپنے ہاں سے ایک بابرکت کتاب عطا کی تھی۔ اور اس میں ایک چیز
بیان کر کے دوسری چیز کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ
اور وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ۔ کا حکم اور قاعدہ صادر فرما دیا۔ تاکہ اسی
کتاب میں دوسری چیز کے دہرا دینے سے بے مثل کلام ربانی میں تکرار لازم نہ آوے
جس سے فصاحت و بلاغت کا فور ہو جائے۔ اسی فصاحت و بلاغت کو قائم رکھنے کے
لئے اس کتاب التورات میں یہ عبارت لکھ دی گئی تھی۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ
الَّيْلِ وَزُلَفًا مِّنَ النَّهَارِ۔ کہ قائم کرو نماز رات کے دونوں کناروں اور دن
سے چند گھڑیوں میں۔ لیکن لوگوں نے عدل و انصاف کو نظر انداز کر کے دوسری
چیز سے جو بہ الفاظ دیگر قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے۔ مخالفت کی۔ لیکن اے رسول
تو اپنی قوم کو سمجھا دے۔ کہ تم بھی اس قرآن مجید میں مرقومہ آیت اَقِمِ الصَّلٰوةَ
طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ کے دوسرے جز اختیار کرنے میں سرکشی
اور مخالفت مت کرو۔ کیونکہ اس موجودہ آیت کا مثانی بالفاظ دیگر اس سے
قبل سابقہ کتاب میں مسطور ہو چکا ہے۔ بیشک جاننے رہو چونکہ ہر دو کتابیں
منجانب اللہ ہیں۔ اسلئے ہر دو پر عمل پیرا ہونا تم پر عین فرض اور باعث سعادت
مندی ہے۔ اگر ایک کی مخالفت اور دوسرے کی موافقت کی تو ظالم ہو جاؤ گے
تمہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جبکہ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتَابُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ط

وَ هٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا۔ (پ۲۶)۔ اور جان لو کہ اس سے پہلے
موسیٰ کی کتاب پیشوا اور رحمت منزل من اللہ تھی۔ اور اب یہ کتاب زبانِ
عربی میں نازل کی گئی ہے۔ جو اسی طرح امام و رحمت اور اس کی مصدق
ہے۔ کے رو سے ہر دو باہم مؤید و مصدق اور دونوں ہی تمہارے حق میں امام
و رحمت ٹھیرے۔ جس طرح دہنا ہاتھ تمہارا بائیں اور بایاں ہاتھ تمہارا
دائیں کی تائید و تصدیق کر سکتا ہے۔ اسی طرح تورات کتاب اللہ کی انگشت
صداقت کا عکس قرآن مجید پر اور قرآن مجید کی انگشت صداقت کا اشارہ
تورات پر پڑتا ہے۔ جس کی رو سے اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا
مِّنَ الَّیْلِ اور اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ الَّیْلِ وَ زُلَفًا مِّنَ النَّهَارِ کے قبول
کرنے اور فجر و شام کے مساوی وقتوں اور دلوک و تہجد کے جفتوں اور گھڑیوں
میں نماز پڑھنے میں سرِمو تفاوت نہیں ہو سکتا۔ یاد رہے کسی چیز کی تصدیق
کیلئے مصدق کی ضرورت کا احساس تب لازم گردانا جاسکتا ہے۔ جب اسکے
دعویٰ کے بالمقابل ظاہر آ دلیل مخفی یا معدوم ہونے کا امکان ہو۔ اور غلط
ثابت ہو۔ جیسے ظاہر آ دنیا ہی دنیا نظر آتی ہے۔ اور قیامت کی طرف سے ہونیکی
صداقتیں کسی مدت کے بعد ظاہر ہونے سے ماقبل بیان کردہ قول کی صداقت ہو
جاتی ہے۔ گویا دنیا کے وجود نے قیامت کی تائید کی۔ اور دنیا کے وجود کی تصدیق
قیامت کے برپا ہونے سے ہو گی۔ اسی طرح چونکہ تورات نے ایک زمانہ میں ظاہر
ہو کر اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ الَّیْلِ وَ زُلَفًا مِّنَ النَّهَارِ کی تصدیق
میں قرآن مجید میں لکھے جانے والے وعدہ ربانی اَقِیْمُوا الْوَزْنَ کی بناء
پر تائید فرمائی تھی۔ لہٰذا دوسرے زمانہ میں قرآن مجید نے ظاہر ہو کر اَقِمِ
الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ کے ذریعہ کتاب التورات کی تائید
کرتے ہوئے سچا ہونا ثابت کیا۔ اور باہم ایک دوسرے کے مؤید و مصدق بنے
اسلئے خداوند کریم فرماتا ہے۔ کہ اگر ہم نے ایک بات پہلے نہ بیان کی ہوتی اور بعد
فیصلہ کیا جاتا تو کبھی کسی کا شک رفع نہ ہو سکتا۔ بلکہ پرلے درجہ کے
شک و شبہ میں ڈوب مرتے۔ سو میزان کے قائم کرنے اور خالق کے سوا مخلوق کو

تاکہ آئندہ آنیوالی زیر عنوان آیت کا اصلی مدعا و مطلب ہر خاص و عام پر
اچھی طرح واضح و روشن ہو جاوے۔ اور خوب ذہن نشین ہو سکے۔ کہ وَمِنْ كُلِّ
شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ کے مطابق اور اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا
مَّثَانِيَ کے موافق رب العالمین نے کس حکمت اور قانون غیر متبدل کا نفاذ
اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ کے قائم کرنے کیلئے مقرر
کیا ہے۔ جس کے مان لینے میں کسی کو شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

بیان مذکورہ بالا کا ماحصل یہ سمجھئیے۔ کہ پروردگار عالمین نے محمد
رسول اللہ نبی آخر زمان کو پہلے یہ سمجھا دیا تھا۔ کہ تجھ سے پہلے رسولوں
میں سے موسیٰ سلام علیہ جیسے اولوالعزم رسول کو مبعوث فرمایا تھا جس کو
ہم نے اپنے ہاں سے ایک بابرکت کتاب عطا کی تھی۔ اور اس میں ایک جز
بیان کر کے دوسری جز کی ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ
اور وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ۔ کا حکم اور قاعدہ صادر فرمایا تھا۔ کہ اسی
کتاب میں دوسری جز کے دہرا دینے سے بمثل کلام ربانی میں تکرار لازم نہ آوے
جس سے فصاحت و بلاغت کافور ہو جاوے۔ چونکہ اسی فصاحت و بلاغت کو قائم رکھنے کے
لیے اس کتاب التورات میں یہ عبارت لکھ دی گئی تھی۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ
الَّيْلِ وَزُلَفًا مِّنَ النَّهَارِ۔ کہ قائم کرو نماز رات کے دونوں کناروں اور دن
سے چند گھڑیوں میں۔ لیکن لوگوں نے عدل و انصاف کو نظر انداز کر کے دوسری
جز سے جو بہ الفاظ دیگر قرآن مجید میں مذکور ہوا ہے۔ مخالفت کی۔ لیکن اے رسول
تو اپنی قوم کو سمجھا دے۔ کہ تم بھی اس قرآن مجید میں مرقومہ آیت اَقِمِ الصَّلٰوةَ
طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ کے دوسرے جز اختیار کرنے میں سرکشی
اور مخالفت مت کرو۔ کیونکہ اس موجودہ آیت کا مثانی بالفاظ دیگر اس سے
قبل موسیٰ کی کتاب میں مسطور ہو چکا ہے۔ بیشک جا کر پڑھو چونکہ ہر دو کتابیں
منجانب اللہ ہیں۔ اسلئے ہر دو پر عمل پیرا ہونا تم پر عین فرض اور باعث سعادت
مندی ہے۔ اگر ایک کی مخالفت اور دوسرے کی موافقت کی تو ظالم ہو جاؤ گے
تمہیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔ جبکہ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً

تو ہمیں کوئی شک باقی نہیں رہ سکتا۔ کہ گو قرآن مجید میں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّہَارِ کو پہلے بیان کیا ہے اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ کو بعد میں ذکر کیا ہے تاہم اس سے اس کا قاعدہ اور قرار دادہ اصول ہرگز نہیں ٹوٹ سکتا۔ کیونکہ یہ آخری جز بھی۔ اور اس سے قبل اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ الَّیْلِ کا مان لینا اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ کے مطابق ٹھیک و درست ہے۔ جہاں ذکر جز ہو وہاں کل کا مان لینا واجب و فرض ہے۔ اسی طرح اگر تورات کتاب اللہ میں اَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ الَّیْلِ وَ زُلَفًا مِّنَ النَّہَارِ مذکور ہوا ہے تو اس سے بھی دوسری جز کا مفقود سمجھنا کبھی وزن کے قائم رکھنے کے مترادف نہیں ہوسکتا۔

پس بلاشبہ عین عدل و انصاف کے مطابق وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَ النَّہَارَ اٰیَتَیْنِ کی طرح یہ بھی دونوں آیتیں (طَرَفَیِ الَّیْلِ وَ زُلَفًا مِّنَ النَّہَارِ اور طَرَفَیِ النَّہَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ) عین حق ہی حق ہوسکتی ہیں اور بس۔ اگر کسی صاحب کا یہ خیال ہو کہ طَرَفَیِ النَّہَارِ سے مراد ایک طرف کی ایک نماز صبح والی اور دوسری طرف کی دو نمازیں ظہر و عصر والی اور زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ سے غسق الیل اور غاسق اذا وقب والی ایک ایک نماز۔ تو یہ ایک کھیڑ چال طریقہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اس میں حلال حرام کی خوب کھچڑی تیار جائے گی جس نے وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَکْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اور حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ الآیہ۔ کی تعمیل نہ کرنیکی خوب قلعی کھلجاتی ہے۔ واضح ہو کہ دن کے کناروں میں ظہر اور عصر کسی صورت شامل نہیں ہو سکتے کیونکہ دوسرے کنارے پر طلوع الشمس سے لیکر نصف النہار تک بباعث نحوست کے کوئی نماز واجب نہیں۔ اسلئے وہ حق معدوم ہوا۔ لہذا طرفی النہار کا جب ایک حصہ نہ رہا تو دوسرا حصہ بھی باطل ہو جاتا ہے۔ اگر فجر کی نماز کو شامل کرتے ہیں تو دونوں کی شکل و سیرت میں فرق نمایاں ہے۔ کیونکہ فجر کا وقت ۹۶ منٹ کا ہے اور دلوک کا وقفہ قریبًا چار پانچ گھنٹوں کا ہوتا ہے۔ جس کے ہم پایہ ہونے میں زمین و آسمان کا سا فرق پڑجاتا ہے۔ فجر کا وقت سیاہی مائل ہوتا ہے۔ اور دلوک کا رنگ زردی مائل بسفید

مثانی ملنے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی جگہ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ درج
ہو تو اسکے ساتھ زُلَفًا مِّنَ النَّہَارِ بھی مانا جاوے۔ اگر تُمْسُوْنَ بیان ہو تو
اُسکے ساتھ تُصْبِحُوْنَ بھی مُراد لیا جاوے۔ جہاں دنیا کا ذکر ہو وہاں اُسکے
بالمقابل آخرت پر بھی یقین رکھا جاوے۔ کیونکہ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ
وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ عَلِیْمٌ کے مطابق ہر زمانہ
و ہر مکان۔ ہر باطن و ہر ظاہر کے انداز کا اندازہ قائم رکھنے میں قراہی عالم کی
تو پھر کیونکر عدل کو مدِ نظر نہ رکھا جاوے۔ اور ایک دوسرے کی تصدیق کے لئے
مثانی و متشابہ کا اقتباس نہ کیا جاوے۔ جو قرارداد اوزار رحمانی ہیں۔ نیز
اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ الَّیْلِ وَزُلَفًا مِّنَ النَّہَارِ۔ کا تورات کتاب اللہ
میں وارد ہونا اسلئے بھی یقینًا وحقیقتًا مانا جاسکتا ہے۔ کہ جس طرح اصول
قرآن مجید کے جملہ آیات بیّنات مثلاً وَجَعَلْنَا الَّیْلَ وَالنَّہَارَ اٰیَتَیْنِ پ۱۵ ع۲۔
وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الَّیْلَ وَالنَّہَارَ خِلْفَةً۔ پ۱۹ ع۴۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ
یُوْلِجُ الَّیْلَ فِی النَّہَارِ وَیُوْلِجُ النَّہَارَ فِی الَّیْلِ پ۲۱ ع۱۳ سے پہلے رات
اور پیچھے دن مذکور ہونا ثابت ہے۔ اُسی طرح قرآن مجید میں وَمِنْ قَبْلِهٖ
كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا۔ کا رات کی طرح پہلے اور وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ
لِّسَانًا عَرَبِيًّا دن کی طرح پیچھے مسطور ہوا۔ تو اس لحاظ سے اگر دن کی طرح بعد
کی کتاب میں اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ کو مان لیا جاوے
اور رات کی طرح ماقبل والی کتاب میں اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ الَّیْلِ وَزُلَفًا
مِّنَ النَّہَارِ نہ قبول کیا جاوے۔ تو سراسر اُصول رحمانی قائم نہیں رہ سکتے
کیونکہ اس طرح رات کو بعد میں اور دن کو ابتدا میں بیان کردینے سے وَلَوْلَا
كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ والا قاعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔
لیکن یاد رہے کہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا
كَثِيْرًا۔ پ۵ ع۸۔ اگر یہ قرآن مجید خدا کی کتاب نہ ہوتی۔ تو اسمیں اختلاف بہت
ہی پائے جاتے۔ جیسا ظاہر طور سے اختلاف معلوم ہوا۔ مگر جب اس کا یہ
قول سامنے آجاتا ہے کہ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ اور لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

نہیں زینہار کوئی معبود مگر میں۔ پس میری عبادت کر یعنے میری عبادت سے مراد یہ ہے۔ کہ تو قیاماً و قعوداً رکعاً و سجداً والی صلواۃ کا محل و برتن تیار کر۔ (اس سے میری یہ غرض نہیں کہ میں تجھ سے کھیل یا تماشہ کراؤں جیسے بعض منافقین کا یہ شیوہ رہا ہے۔ لَا یَاتُوْنَ الصَّلوٰۃَ اِلَّا وَ ھُمْ کُسَالیٰ۔) بلکہ صلواۃ کے قائم کرنے سے اصلی مطلب میرا یہ ہے۔ کہ میری تعظیم و تکریم کو مدنظر رکھکر اُس نقشہٗ صلواۃ میں عسل مصفّٰی سے عزیز ترین ذکر الٰہی کو ادا کر۔ چونکہ ذکر متعلق صلواۃ کے ہے۔ اور صلواۃ کا قائم کرنا پابندی وقت پر منحصر ہے۔ لہٰذا ذکر کیلئے بھی وقت کا ہونا لازم ہوا۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل دلیل سوم سے عیاں ہے:

دلیل سوم:۔ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَ سَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا۔ [۲۹]

(ترجمہ۔ اے رسول مقبول! بحالت صلواۃ ذکر کیا کر نام رب اپنے کا مشرق کی دونوں نمازوں تہجّد و فجر۔ اور مغرب کی دونوں نمازوں دلوک اور شام میں۔ جبکہ سورج تمہارے علاقہ میں چڑھتے اور واپس لوٹنے والا ہو۔ امثلاً کی ابتدا النہار سبحاً طویلاً سے ہوتی ہے۔
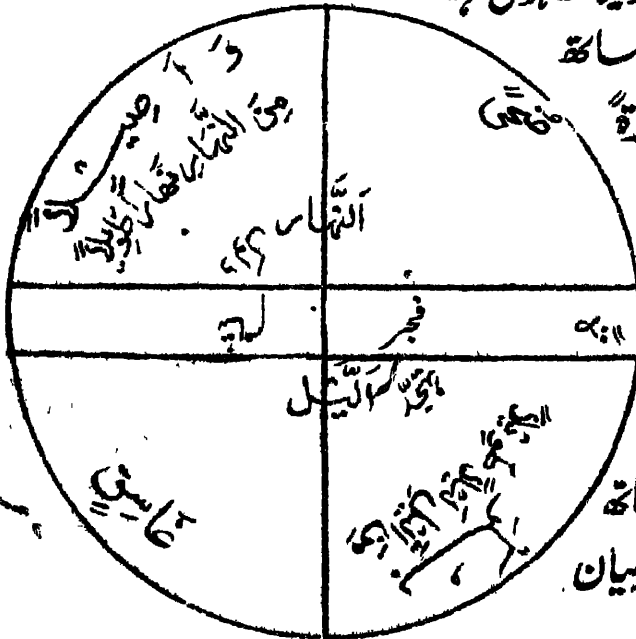
جس میں صلواۃ کے ساتھ سجدہ لازم ہو۔ اور بُکرۃً کی ابتدا مِنَ الَّیْلِ لَیْلًا طَوِیْلًا سے ہوتی ہے۔ جیسی لازم ہے۔ کہ اسی ذات پاک کے لئے صلواۃ کے ساتھ سجدہ بھی کرے۔ اور ذکر کے ساتھ اس کی تسبیح بھی بیان کرے۔

نظر آتا ہے۔ اور پہلے حصّے میں ایک نماز اور دوسرے حصّہ میں دو نمازیں۔ کیسا انصاف اور عدل ہے۔ کہ ڈاڑھی سے مونچھیں بڑھ جاتی ہیں علیٰ ہذالقیاس زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ میں بعد غسق الّیل کے نماز شامل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ زُلَفًا کی گھڑیاں اور حصّے ایک ہی پچھاڑ میں شامل ہیں۔ اور اس سے محض تہجد والی نماز ہی مُراد ہے۔ کیونکہ ان کے حصّے قریب قریب موجود ہیں۔ جو مِنَ الَّیْلِ کے الفاظ سے کچھ رات گذر جانے کا وقت مُراد ہے۔ اسلئے غاسق کی نماز بباعث خبیث وقت میں واقع ہونیکے ہرگز جائز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پاک چیز کیلئے ہمیشہ پاک برتن اختیار کرنا ہر طرح ضروری ہے۔ اور یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰامِیْنَ بِالْقِسْطِ کے حکم کی تعمیل ایسی بھیڈ چال پر عمل پیرا ہونے سے کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔ پس قول رحمانی اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰی قُلُوْبٍ اَقْفَالُھَا۔ کو پڑھکر فوراً منشا ربّانی پر کاربند ہونا مبارک قدم ہے۔

اِن ہر دو دلائل سے ناظرین پر آشکارا ہو چکا ہوگا کہ آیات اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا۔ پ۵ ۱۲ کے ضمن میں مذکور ہوئی ہیں۔ جو محض صلواۃ پر ہی دلالت کرتی ہیں۔ اور صلواۃ ایک جزو غالب کا نام ہے۔ جو قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ پر مشتمل ہے۔ اور جس میں رُکَّعًا سُجَّدًا کا ہونا لازم و ملزوم ہے۔ گویا یہ فعلی ارکان بمنزل برتن بامکان وقصر کے مامور من اللہ ہیں۔ اور یہ یاد الٰہی کیلئے ایسے ضروری ہیں۔ جیسے شہد۔ شراب۔ دودھ اور پانی کے لئے برتن۔ جسطرح بغیر برتنوں کے مہیا کرنیکے شہد۔ شراب۔ دودھ اور پانی مہیا نہیں ہو سکتا۔ کہ تم ان کو استعمال کرکے فائدہ اُٹھاؤ۔ اسی طرح بغیر صلواۃ کے قائم کرنیکے یاد الٰہی نہیں کرسکوگے۔ جس طرح برتن نہ لاتے ہوئے شہد، رکھی۔ شراب۔ دودھ اور پانی وغیرہ کو ضائع ہوتے ہوئے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے ہو۔ اسی طرح بغیر قیام۔ قعود۔ رکوع۔ سجود قائم کرنیکے یاد الٰہی کو ضائع سمجھتے ہوئے اس کی مغفرتوں کو حسرت کی نگاہ سے ترسوگے اسلئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے موسیٰ سلام علیہ کو فرمایا۔ اِنَّنِیْٓ اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔ پ۱۶ ۱۵ ۔ تحقیق میں ہی ہوں اللہ

سے بھی عزیز ترین و محترم اور قابل قدر ہے۔ ذکر ربانی ہی کے مشمولات و اجزاء
میں سے ایک اعضاء رئیسہ ہونے کی وجہ سے ادا کرنا بلا کم و کاست ذکر صلوٰۃ کی
طرح پابندی وقت پر مدار ہے۔ اسلئے جہاں میں سے کسی ایک جزء کا بیان ہو
وہاں کل مراد لینا جائز ہوگا۔ اور جہاں کل کا ذکر ہو۔ وہاں بقاعدہ تغلیب
اسکے جملہ متعلقین درجہ بدرجہ شامل و متحد کروائے جاوینگے۔ لہٰذا ذکر کے بعد
تسبیح کا ہونا اشد ضروری ہوا۔ کیونکہ جب تک نباتات میں سے وہ چیز نہ مہیا
ہو سکے جن میں سے پاکیزہ نچوڑ یا عرق جیسی خمر نہ نکل سکے تو شہد نہیں بن سکتا
اسی طرح جب تک تسبیح نہ ہو تو ذکر نہیں کہلا سکتا۔ لہٰذا تسبیح جس سے
شرک دور ہو اور توحید باری تعالیٰ کا نشہ چڑھ جاوے۔ اور پورے طور
پر اسی ہی کی دھن میں مگن ہو۔ ذکر کا جزو اعظم بنا۔ جس کے اختیار کرنے سے
عاملین کتاب اللہ سرشار و شاداب ہو جاتے ہیں کیونکہ اسکے پڑھنے جاننے سے
اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ والی مہلک بیماری سے نجات حاصل ہو جاتی ہے
لہٰذا تسبیح کو خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ کے مترادف بیان کیا گیا۔ تاکہ توحید
باری تعالیٰ کی طرف رغبت دلانے والی اصلی اور شرک بدعت فسق اور فجور
میں کیجانیوالی نقلی شراب کا فرق معلوم ہو۔ اب وہ آیات قرآنی
[illegible] اسلئے تسبیح ایسی ضروری
ہے جیسے صلوٰۃ کیلئے سجدہ اور سجدہ کیلئے صلوٰۃ۔ نہ بغیر سجدہ کے
صلوٰۃ کا نقشہ بن سکتا ہے۔ اور نہ بغیر تسبیح کے ذکر ہی کہلا سکتا ہے۔ کما قال
اللہ تعالیٰ:-
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا پ۲۹ ع۱۳۔ اور اے نبی وقت
کے معلوم کرنے ہی جب تو میرے حکم کے مطابق صلوٰۃ ادا کرنے پر آمادہ
ہو گیا اور نہایت آہستہ و واضح طور پر پڑھنے کی نیت جمالی۔ تو اب میں اپنے
وعدہ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا پ۲۹ ع۱۳۔ تحقیق ہم عنقریب ڈالیں گے
تجھ پر ایک اہم اور بھاری و لازمی بات جسکے بغیر تیری نجات ممکن ہی نہیں
کے مطابق ہو جاتا ہوں [illegible] ہوش سے سن۔ وہ قولا ثقیلا ایک ہی کلمہ

بِالْعَشِیِّ سے مراد مغرب کی دو نمازیں (دلوک اور شام) اور اَلْاِبْکَارِ سے مشرق کی دو نمازیں (تہجد اور فجر) ہیں جسطرح دلیل سوم میں بُکْرَۃً پہلے اور اَصِیْلًا بعد میں مذکور ہوا۔ اُسی طرح چاہئے کہ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ میں بھی چاروں مشرقی و مغربی نمازیں متصوّر ہوں۔ اور جس طرح بُکْرَۃً کی ابتدا وَمِنَ الَّیْلِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ لَیْلًا طَوِیْلًا سے ظاہر ہے اسیطرح اَلْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ کی تقسیم بھی وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ کی رُو سے وَمِنَ النَّهَارِ فَاسْجُدْ لَہٗ وَسَبِّحْہُ نَهَارًا طَوِیْلًا کے مطابق نصف النہار سے غروب اوّل تک رہتا ہے۔ لیلًا طویلًا کی طرح بہت ہی ساعات پر مشتمل ہونا مانا جاوے۔ نیز جس طرح بُکْرَۃً وَّاَصِیْلًا منزل من اللہ قابل عمل آیت ہے۔ اسی طرح سَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ۔ کو بھی ہم رتبہ و ہم درجہ منزل من اللہ ماننا ضروری ہے۔ ربّ المشرق والمغرب پر دال ہے۔

پیارے ناظرین! اس امر کو سلسلہ وار ذہن نشین کر لیویں کہ خالق اور مخلوق میں کیا کیا تعلقات ہونے چاہئیں۔ چونکہ وہ وحدہٗ لاشریک لہٗ صمد و بے نیاز ہے۔ لہٰذا نہ وہ کسی کی امداد کا خواہشمند اور نہ وہ کسی کا ممنون احسان ہو سکتا ہے۔ اُس نے مخلوقات کو پیدا کیا۔ اُن پر ہر طرح کے رزق وسیع کر دیئے۔ اسلئے اُن پر بڑے بڑے احسانات کا بار عائد ہوتا ہے پس احسان فراموشی اور کفرانِ نعمت کے تدارک کیلئے هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ کا اخلاقی قانون ہویدا کر دیا۔ تاکہ لوگ کسی ہمیشہ ہستی پر شاکر ہوں اور غدّاری نہ کر سکیں۔ اور اس کا عملی جامہ یوں پہنا دیا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ۔ یعنی ذوی العقول مخلوقات میں سے بالخصوص جن و انس کو ہم نے اِسواسطے نہیں پیدا کیا۔ کہ وہ روپیہ کے بدلے روپیہ دیں۔ پانی کے بدلے پانی اور روٹی وغیرہ کے بدلے روٹی وغیرہ دیں۔ یہ کبھی نہ ہوسکیگا۔ کیونکہ ایسا حق کبھی ادا نہ ہو سکیگا۔ یہ چیزیں خود پیدا کیکے خدا وند کریم کو دے دیویں۔ اور اگر کوئی چیز دینا بھی چاہیں۔ تو وہ خدا ہی کا مال تھا۔ تو احسان نہ رہا۔ اسلئے فرمایا کہ مخلوق کو پیدا کرنے کی غرض محض یہ تھی کہ میری کھاپی کر

اور جملہ ہے۔ جس کا ہر صلوٰۃ اور ہر ایک کے جملہ ارکان کی ابتداء میں پڑھ لینا ضروری ہے۔ جو بالفاظ دیگر تکبیر اولیٰ کہلاتا اور غسل مصفی کا مترادف ہے۔ جب پروردگار کا ذکر بذریعہ تکبیر اولیٰ کے گردان کر چکا تو اسکے ساتھ متصل ہی تسبیح باریتعالیٰ والی پاکیزہ شراب جو خمر لذۃ للشاربین کے مطابق عابدین کیلئے مختص ہے۔ پی کر تمام شرکیہ وکفریہ امورات و لوازمات سے منقطع ہو کر اللہ کی رضا مندی حاصل کرنے کیلئے حنیف و یکطرفہ ہو جا یعنی اپنے رب کی رضا جوئی میں تسبیح والی پاکیزہ شراب پیتے ہوئے ایسا مستغرق محو ہو جا۔ جیسے برخلاف اسکے روزانہ بدعقی لوگ شرک وکفر والی بدمستی کی شراب پی کر اندھا دھند بے ہوش ہو کر ڈوب مرتے ہیں۔ اگر وہ بدبخت ناپاک شراب شیطانی پی کر ناپاک ہو جاتے ہیں۔ لیکن تجھ پر لازم ہے کہ پاک شراب رحمانی نوش کر کے پاکوں میں شامل ہو جا۔

الغرض جب ذکر کیلئے تسبیح کا ہونا لازمی ٹھیرا۔ اور ذکر صلوٰۃ بپابندی وقت ہو۔ تو تسبیح کیلئے بھی وقت کا اطلاق ہونا ضروری ولابدی ہوا۔ آیت ذیل ملاحظہ ہو:۔ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْإِبْكَارِ۔ پ۳۔ اپنے رب کا ذکر کرو بہت دفعہ اور تسبیح بھی ساتھ سورج کے جب وہ لوگ اور شام کی نمازیں پڑھنے کی خاطر ڈھلتے ہوئے پردۂ خفا میں داخل ہو رہا ہو۔ اور ساتھ سورج کے جب تہجد اور فجر کی نمازیں ادا کرنے کی خاطر چڑھتے ہوئے پردۂ خفار کو چاک کر کے ظاہر ہونا چاہتا ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ پ۲۲۔ (اے ایماندارو) ذکر کرو اللہ کا ذکر کرنا بہت دفعہ اور تسبیح یعنے پاکی بھی بیان کیا کرو اپنی اپنی صبح و شام والی نمازوں میں ساتھ سورج کے جبکہ ابھرتے ہوئے پردۂ خفار کو چاک کر کے ظاہر ہونا چاہتا ہو۔ اور ساتھ سورج کے جبکہ ڈھلتے ہوئے پردۂ خفا میں داخل ہونا چاہتا ہو۔

ان ہر دو آیات میں ذکر کے بعد تسبیح مذکور ہوا ہے۔ اور تسبیح کا ادا کرنا ذکر کیطرح وقت پر مدار ہے۔ اور دونوں آیتیں باہم متفق ادکی ہیں نہیں

مدد طلب کر۔ اور صراط المستقیم کی رہبری کیلئے اُسی ہی کو اپنا کارساز مان۔ لہٰذا وہ حمد باریتعالیٰ جو لَئِنْ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ کے مصداق غیر متبدل وو وقت سے بھی بڑھکر باعزت وباحرمت ہے۔ اور جس کا کما حقہٗ بجیت تسبیح جیسی خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ اور ذکر جیسی عسل مصفّیٰ کے بقید صلواۃ و بپابندی اوقات بغوائے آیات ذیل ادا کرنا فرض اولین ملاحظہ ہو۔

دلیل چہارم۔ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ۔ پ ۲۷

ترجمہ۔ اے صاحب القرآن! ظالمیں کی بیہودہ گوئی اور منافرت سے اعراض کرنیوالا ہو اور ثابت قدمی اختیار کئے رکھ اپنے پروردگار کے حکم کی پیروی کرنیں [illegible] کرنا بہت ہی سہل ہے۔ اسلئے کہ تو بلاریب ہمارے مقرر کردہ سبعًا من المثانی والی چودہ آنکھوں اور رکنوں والی صلواۃ پر قائم رہ کر اللہ کا ذکر کرے گا۔ تو تجھے کوئی باک نہ ہوگا۔ پس لازم اور بے حد ضروری ہے۔ کہ تو ہر ایک رکن الصّلواۃ کو ادا کرتے ہوئے ذکر کے بعد تسبیح ساتھ حمد باریتعالیٰ کے پڑھے بالخصوص جب تو اٹھا ہوا ہو یعنی صلواۃ الفجر اور صلواۃ العشاء کے موقعہ پر۔ کیونکہ بباعث تھوڑا وقفہ ہونیکے ان میں نیند کرنا مطلقاً حرام اور نجس ہے۔ اور تارک الصّلواۃ کے ممد ومعاون ہونیکے مترادف ہے۔ اسلئے یہ دو اوقات جو سب اوقات سے بہت ہی تھوڑے اندازے کے ہیں۔ ہوشیاری و بیداری کیلئے سخت ضروری ہیں۔ اور دوسرے اوقات چونکہ فراخ اور وسیع ہیں
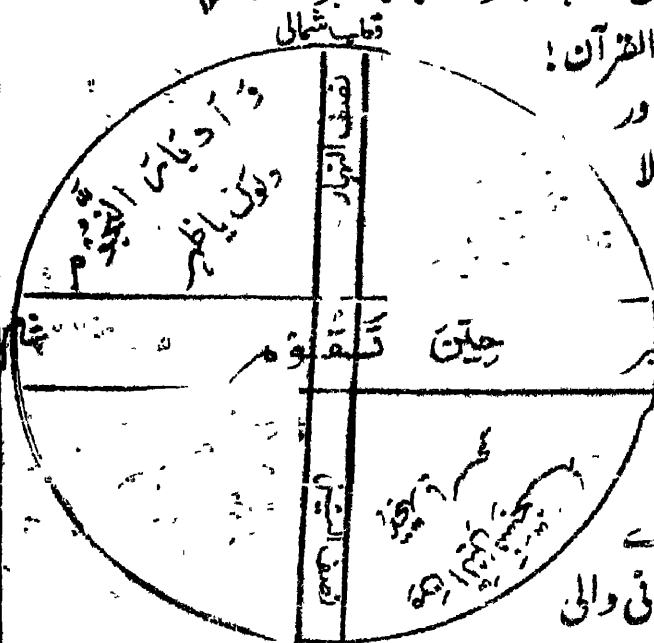
غداری نہ کریں۔ بلکہ میری عبادت دائم بھرتے رہا کریں۔ اور لاشریک لہ مانکر
میرے ہی آگے ہمہ تن سرنگون ہوتے ہوئے میری ہی قدرت پر اکتفا کرکے مجھ
ہی سے ہر قسم کی امداد طلب کیا کریں۔ اب چونکہ عبادت ایک عام لفظ ہے جسکو
انسان مختلف طریقوں سے ادا کرسکتا ہے۔ اسلئے فَاعْبُدْنِیْ کی مزید تفصیل
وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ سے کردی جس سے قول وفعل باہم لازم و ملزوم فرمادئیے
چونکہ عبادت قول وفعل دونوں پر منحصر ہوتی ہے۔ لہٰذا اَقِمِ الصَّلٰوۃَ کو
بہ قید اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا کے مذکور و مسطور
فرمادیا۔ جیسا دلیل اول و دوم میں کما حقہٗ ثابت کردیا گیا ہے۔ اور چونکہ ایک ہی
وقت میں صلوٰۃ کے ساتھ ذکر کا ادا کرنا بھی لازم ہے۔ اسلئے اِنَّ فِیْ خَلْقِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ۔
الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ الی آخرہ۔ تحقیق
زمین و آسمان کی پیدائش اور رات و دن کے تغیر و تبدل میں عقلمندوں کیلئے
جو ہر قیام و قعود و علیٰ جنوبہم و لیٹ کناروں کے بل اللہ کا ذکر کرنیوالے ہیں۔
بیدار و ہوشیار ہونیکے لئے الٰہی نشانیاں ہیں۔ کے مطابق اللہ کا ذکر بقید
صلوٰۃ و پابندی وقت ادا کرنا لازم قرار پایا جیسا کہ ماقبل دلیل سوم سے
ثابت ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ کے ارکان کا پابندی وقت سے ادا کرنا واجب ہے
اسی طرح قولی اذکار میں سے بھی ایک قسم تسبیح کا بھی پابندی وقت ضروری
ہے۔ جیسے دلیل سوم اور مذکورہ بالا آیات سے ثابت کئے گئے ہیں۔ اب میں اس
قسم قولی دعا کا ذکر کرتا ہوں جو تہجد کے نام سے موسوم ہے۔ اور جس کا زبان زد
کرنا وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا کے مطابق تعلق سے بعد فرض۔ کقولہ تعالیٰ۔
رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَکِیْلًا۔ پ ۲۹ ع ۱۳
پروردگار اہل مشرق و اہل مغرب کی تربیت روحانی و جسمانی کرنے
والا ہے۔ نہیں کوئی معبود سوائے اسکے۔ وہی بڑی تعریف والا ہے اسی
کی حمد و تعریف کرنی چاہئے۔ پس اے رسول ارب المشرق والمغرب کی تحمید
بجالاتے ہوئے اسی ہی کی عبادت کر اور اسی ہی سے اپنی رستگاری کیلئے

ہو۔ اور تم سورج کی پیٹھ کے پیچھے لیل میں خیمہ زن ہو چکے ہو۔ ادبار النجوم سے مراد تہارکی صلواۃ الدلوک ہے۔ جو ضحیٰ جیسے نحس اوقات کے گذر جانے پر واقع ہوتا ہے۔ جبکہ تہجد کے تارے تمہارے پیچھے قطب جنوبی میں گشت لگاتے اور سورج تمہارے آگے آگے اپنی مشعل گرم کئے چل رہا ہو۔

الغرض دلیل ہذا سے بھی چار ہی نمازوں کا اجرا اور ضحیٰ و غاسق کے اوقات کا بطلان واضح و روشن ہے۔

دلیل پنجم۔ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ الْغُرُوْبِ وَ مِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۔ پ ۲۶

قطب شمالی

نصف النہار

ادبار السجود

صلواۃ العشاء

صلواۃ الفجر

قبل طلوع الشمس

قبل غروبہا

نصف اللیل
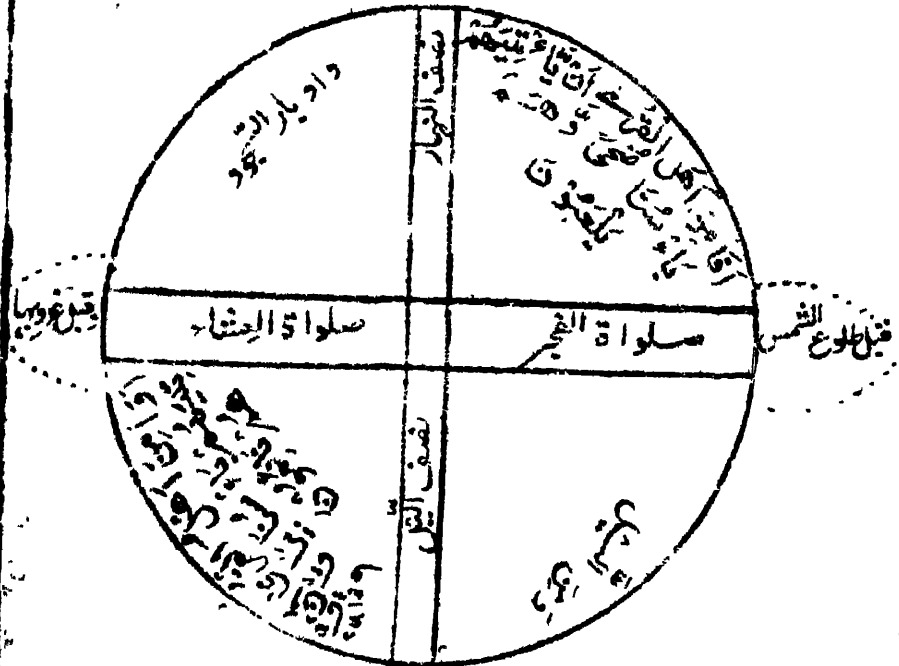
قطب جنوبی

(ترجمہ۔ اے رسول ربانی و مقبول یزدانی! لوگوں کی بدگوئی پر کان نہ دھرتے ہوئے صبر کر یعنی پورے ارکان والی نماز پر قائم رہ اور ذکر رب کیا کر یا درد کے بعد تسبیح ساتھ تحمید رب اپنے کے بحالت سورج کے آخری طلوع سے پہلے یعنی بوقت فجر۔ اور اسی طرح سورج کے آخری غروب ہونے سے پہلے یعنی بوقت شام

رکھتے ہیں، اس لیے ان کے حق میں نیند جائز ہے۔ دالغرض جب فجر اور شام کے اوقات کا انعقاد ذہن نشین ہو چکا۔ تو اب دوسرے دو اوقات کو بیان کیا جاتا ہے جو باہم مثانی و زوج متصور ہیں۔ اے رسول جس طرح تو نے صبح و شام کی نماز میں ذکر تسبیح و حمد پڑھنے کا نقشہ اپنے دل میں جمالیا ہے۔ اسی طرح آخری رات میں سے تہجد کی گھڑیوں میں جبکہ سورج تمہارے پیچھے یعنے قطب جنوبی میں دورہ کر رہا ہو۔ اور آخری نہار میں سے دلوک کی گھڑیوں میں بھی جب مذکورہ لیل کے تارے تمہارے عقب میں بھیر گئے ہوں۔ پس بہر صورت بعیت تسبیح و تحمید سے ذکر رب کیا کرے۔

واضح ہو کہ آیت کریمہ میں نہایت آسان طریقہ درج ہے۔ کسی حق پرست و صاحب ایمان کو ہرگز شک و شبہ واقع نہیں ہو سکتا۔ کہ روزانہ چار اوقاتوں کی چار نمازوں سے انکار کر سکے۔ انہیں چار ارکان پر قصر اسلام قائم ہے کیسی واضح اور مشرح بات ہے۔ کہ ان اوقات کی نمازیں پڑھی جاویں جن میں سونا منع ہے۔ جیسا ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ × × × × × اور وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ کی متعینہ حدود سے ظاہر ہے۔ بھلا ایسا کون ہو سکتا ہے۔ جو ان وقتوں میں سوتے ہوئے بے نماز رہ کر بھی مومنیت کا درجہ رکھ سکے۔ پس ثابت ہوا کہ ماسوا ان دو وقتوں کے مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ سے نماز فجر کے پہلے وقت تہجد تک اور حِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ سے صلوٰۃ الدلوک تک مراد ہے۔ جن میں سونیکی کچھ ممانعت نہیں بشرطیکہ ان کے جملہ حصص کا لحاظ مدنظر ہو۔ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ صبح پر ہرگز نہیں عائد ہو سکتا۔ کیونکہ اس کا دوسرا حصہ بیان کے لئے ہے۔ اور نیز نجس اوقات کے باعث خارج از عمل ہیں۔ اس وقت سے کوئی سروکار نہیں ہو سکتا۔ مِنَ الَّيْلِ و ادبار النجوم قابل غور امر ہیں۔ واضح ہو کہ ایک میان میں دو تلواریں نہیں آ سکتیں۔ بلکہ ہر چیز کیلئے جداگانہ پیمانہ مقرر ہوتا ہے۔ مِنَ الَّيْلِ سے صاف ظاہر ہے کہ غاسق والے نجس اوقات کے بعد کی گھڑیاں مراد ہیں۔ جو تہجد کے نام سے موسوم ہیں۔ جبکہ اس کے عقب میں دوسرے طبقہ ارض پر سورج دلوک کر رہا

سر بسجود نظر آویں۔ اگر آپکے خیال کے مطابق قبل طلوع الشمس سے فجر اور قبل الغروب
سے نہار کی نماز مراد لیں۔ جو شام سے پہلے ہوتی ہے۔ تو اسی آیت کے مطابق
قطب جنوبی والوں کو پابند کرنے پر ہمارا اور ان کا اتفاق و اتحاد کبھی نہیں ہو سکتا۔
بلکہ سراسر تخالف و تناقض واقع ہو جائیگا۔ کیونکہ اس طور پر جبکہ قبل طلوع
الشمس سے فجر کی نماز ادا کر پڑھینگے۔ تو ان کے لئے (قطب جنوبی والوں
کے لئے) شام کی نماز پڑھنے کیلئے کوئی حکم نہ ہوگا۔ اور جس حالت میں
وہ صلوٰۃ الفجر ادا کرینگے۔ اسی وقت ہم قطب شمالی کے رہنے والوں
کو شام کی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہو سکتی۔ پس وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ
اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا کا امر بے سود بنا۔ اور اگر قبل الغروب سے دلوک
کی نماز مراد لیں۔ اور شام کیلئے مِنَ اللَّیْلِ میں سے مطلب نکالیں۔ تو
یہ بھی سخت قبیح اور مایوس کن بات ہے۔ کیونکہ خداوند کریم نے طرفین مقرر
کئے ہیں۔ ایک کی ابتدا نصف اللیل سے شروع ہو کر نصف النہار تک اور
دوسرے کی انتہا نصف النہار سے نصف اللیل تک رہتی ہے۔ پس جس طرح
ضحیٰ فجر میں سے پیدا ہوا۔ فجر تہجد سے اور تہجد سالم لیل سے۔ اسی طرح
غاسق شام سے اور شام دلوک سے۔ اور دلوک کا وقت کامل نہار سے
پیدا ہوتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا۔ کہ مشرقی اوقات سب کے سب
لیل ہی کی ذریت اور مغربی اوقات سب کے سب نہار کی ذریت کہلاتے
ہیں۔ لہذا مِنَ اللَّیْلِ میں شام ہرگز شامل نہیں۔ بلکہ مِنَ النَّہَارِ کا ایک جزء ہے
علیٰ ہذا القیاس غاسق بھی مِنَ النَّہَارِ کی دوسری پشت سے ہے۔ نہ کہ مِنَ
اللیل میں سے۔ جیسا بُکْرَۃً وَّ اَصِیْلًا اور بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ سے ظاہر ہے یعنی
بُکْرَۃً کا رخ مِنَ اللَّیْلِ سے نصف النہار اور اَصِیْلًا کا نصف النہار سے نصف
اللیل کو۔ علیٰ ہذا القیاس بالعشی کا نصف النہار سے نصف اللیل اور ابکار کا
نصف اللیل سے نصف النہار کو رہتا ہے۔ پس ان جملہ تناقضات کو ترک
اور جملہ آیات قرآنی کو ایک دوسرے کی مؤید و مصدق گرداننے کی خاطر میزان
و عدل کو ہی قائم رکھتے ہوئے بلاشبہ قبل طلوع الشمس سے صلوٰۃ الفجر جبکہ ہمارے

اور کمالیت لیل کے بعد تہجد کے تین حصّوں میں بھی۔ پس اسی ذات پاک کا ذکر ساتھ تسبیح تحمید کے کر۔ اور کمالیت نہار کے بعد دلوک کے ان تین حصّوں میں بھی اسی طرح ذکر در صلواۃ ادا کیا کر۔ جنکی طرف تہجد کے سجدوں والی نماز پڑھتے ہوئے پیٹھ کرتے ہو۔

آیۃ کریمہ کے رُو سے قبل طلوع الشّمس و قبل الغروب سے مُراد تہجد و فجر اور دلوک و شام بالترتیب لیا جا سکتا تھا۔ بشرطیکہ وَمِنَ الَّیْلِ وادبار السجود کے الفاظ موجود نہ ہوتے۔ لیکن جب ہر ایک وقت کو تفصیلاً و تشریحاً جدا جدا کر کے بیان کر دیا گیا۔ تو اب قبل طلوع الشمس سے وہ نماز جس کا پڑھنا سورج کے من کل الوجوہ آشکارا ہونے سے پہلے عمل پذیر ہو مراد لینا اور قبل الغروب سے وہ نماز جس کا ادا کرنا سورج کے من کل الوجوہ بمعہ شفق کے کالعدم ہونے سے پہلے رُو پذیر ہو کر مُراد لینا کیونکر غیر ممکن ہو سکتا ہے۔ جبکہ لَا یَأْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ حَمِیْدٍ۔ ۲۴ / ۱۹

(اس کلام معجز نظام میں۔ جو بڑے حکمت والے تعریف کئے گئے [illegible] ہرگز نہیں آتا کوئی جھوٹ اسکے آگے سے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ بلکہ اوّل سے آخر تک حق ہی حق ہے) کے مطابق وَمِنَ الَّیْلِ اور وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ والے طبقات نے اپنے اپنے حصّوں پر قبضہ جما لیا ہو۔ اور ان کا وجود [illegible] کوئی عبث بات نہیں تھی۔ اگر صاحبانِ یا منکین قبل الغروب سے مُراد دلوک میں سے ایک یا دو نمازیں لینا چاہیں۔ تو اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ کے مطابق قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سے بھی محض صلواۃ الفجر سے پہلے والے وقت کو مُراد لیکر دو نمازیں ثابت کرنا اور فجر و شام کے لئے کوئی دوسرا حکم نکالنا فرض ہے۔ کیونکہ فجر اور شام کا باہمی رشتہ و تعلق کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔ اور نہ ہی دلوک و تہجد کے وقتوں اور ان کے حصّوں میں تناقض واقع ہو سکتا۔ یہ آیت اپنی حیثیت سے دونوں طبقات والی مخلوق کیلئے وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ۔ کا عام حکم رکھتی ہے۔ تاکہ دونوں جانب کے لوگ ایک ہی وقت میں مختلف نسبتوں کے رُو سے سب کے [illegible] العالمین کی جناب پاک میں

نصف النہار

طلوع الشمس

قبل طلوع الشمس (فجر) و قبل غروبہا (شام)

غروب الشمس

نصف الیل
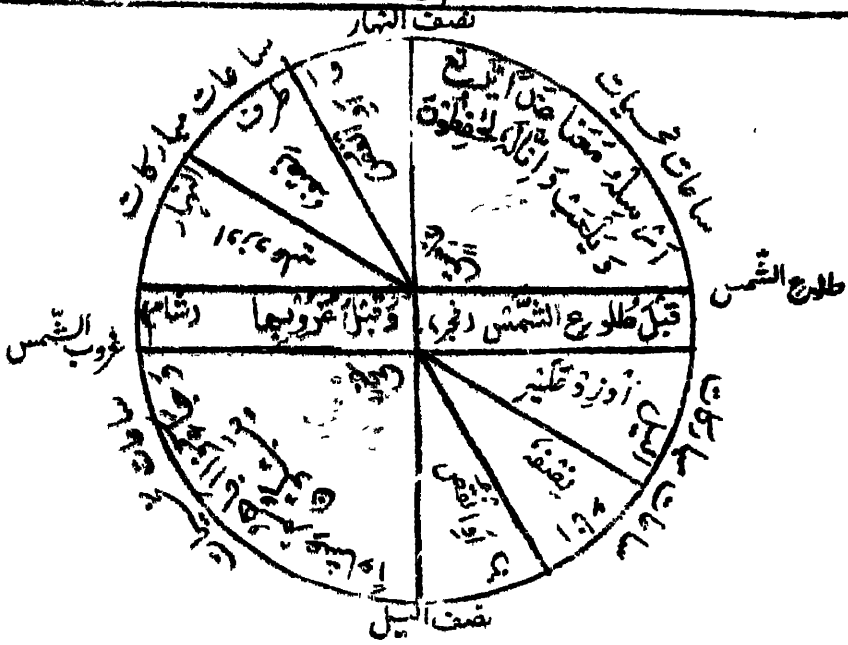
قیاماً قعوداً اور رکعاً و سجداً سے مشتمل صلوات کے ہے۔ تاکہ اسکے ہر ایک رکن میں تسبیح معہ تحمید باریتعالی والے ذکر کو بہ کثرت ادا کرے۔ سورج کے آخری طلوع ہونے سے پہلے اور اسی کے آخری غروب ہونے سے پہلے۔ اور کامل رات میں سے چند گھڑیوں اور حصّوں میں اور کامل دن میں سے ٹکڑوں میں بھی ذکر تسبیح اور تحمید والی صلواۃ پڑھا کرے)

آیتہ ہذا کے لئے کسی تفصیل و تشریح کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اسمیں صاف صاف الفاظ درج ہیں۔ اور تھوڑی عقل والا بھی سمجھ جائیگا کہ یہ آیت سراسر اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوْکِ الشَّمْسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیْلِ × × قرآن الفجر وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ الی آخرہ۔ کا معنے و ترجمہ ہے۔ جس طرح دلوک والی آیتہ میں مِنَ النہار لِدلوک الشمس الی غسق الّیل ہے۔ اور وَمِنَ الّیلِ فتہجّد بہٖ اِلی صلواۃ الفجر مراد لینا بفحوائے عدل و انصاف لازم ہے۔ اسی طرح من آناءِ الیل الی قبلِ طلوع الشمس اور من اطراف النہار الی غروبہا کا مطلب ماننا فرض اوّلین سے ہے۔ جس طرح دلوک سے غسق الیل کے عرصہ میں ایک نماز ظہر اور ایک نماز شام اور تہجد سے صلواۃ الفجر تک ایک نماز تہجّد اور ایک صلواۃ الفجر مرادہیں اسی طرح

تو اتی بھائی قطب جنوبی میں صلواۃ العشاء پڑھتے ہوں۔ اور قبل الغروب سے
مراد صلواۃ العشاء یعنے شام مراد لیں۔ جبکہ وہ صلواۃ الفجر میں مصروف عبادت
ہونیوالے ہوں۔ جس طرح ہم لوگ فجر اور شام سے تجاوز کرکے ضحیٰ و غاسق میں
نمازیں نہیں پڑھ سکتے۔ اسکی طرح ان کیلئے بھی حد بندی ہے۔ کہ تجاوز لحدود اللہ
سے باز رہیں اور بس۔

اب رہا وَمِنَ الَّیْلِ وَ اَدْبَارَ السُّجُوْدِ کے متعلق بحث۔ سو ملتمس ہوں کہ
میں ماقبل کئی آیات کے ذریعہ ثابت کرچکا ہوں۔ کہ خداوند کریم نے روزانہ نمازیں
ادا کرنے کی خاطر چار ہی اوقات معیّن و مقرر کر رکھے ہیں۔ سو انہیں آیات کی تائید
میں اس آیت زیر عنوان میں بھی جتلا دیا گیا ہے۔ کہ چار اوقات اس طرز پر جاری
ہیں۔ جیسے قبل طلوع الشمس و قبل الغروب جن کی ابتداء بالترتیب مِنَ الَّیْلِ و
ادبار السجود سے ظاہر فرمائی گویا ایک طرف کی دو نمازیں راسخون فی العلم کے
لئے تو سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اور دوسری طرف کیلئے قبل الغروب
ہی کافی تھا کہ دو نمازیں تہجد و فجر کی اور دو نمازیں دلوک و شام کی ادا کرتے
مگر خدشہ تھا کہیں عوام الناس کالانعام ہر جانب کی ایک ایک ہی نماز سمجھ
بیٹھیں۔ اسلئے دو چارہ ذالک وَمِنَ الَّیْلِ ذریعہ قبل طلوع الشمس کے ماتحت
والے سلسلہ کا ابتدائی حصّہ اور قبل الغروب والے طویل حصّے کے ماتحت والے
ابتدائی حصّہ کا حوالہ دیگر جداگانہ صورت میں دکھا دیا۔ تاکہ اس سلسلے کی مجموعی
دو نمازیں ایک طرف اور دو ہی نمازیں دوسری طرف تصور کرسکیں۔ ایک وہ
جو لیل سے شروع ہوتی ہے اور دوسری وہ جو طلوع ہونے سورج تک رہتی ہے
اسی طرح و قبل الغروب میں وَمِنَ الَّیْلِ کے نشانی ادبار السجود سے شروع ہوتی ہے
اور دوسری وہ جو غروب ہونے سورج تک رہتی ہے۔

دلیل ششم۔ فَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ
وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآءِ الَّیْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ۔ پ ۱۶

(ترجمہ۔ اے محمدؐ نبی آخر الزّمان! صبر کر لو گوں کی بیہودہ گوئی پر
اور ثابت قدم رہ عبادتِ ربّانی والی صراط المستقیم پر جس کا قائم کہنا

اور جس وقت تم صبح کرو۔ اور یہاں پر واوٗ عاطفہ وَاشۡکُرُوۡا مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ کی
مطابق دونوں طبقات السّمٰوات والارض کے اہالیان ظاہریہ جو سُورج کی موجود
میں ظاہر ہوئے۔ اور باطنیہ جو سُورج کے پس پُشت ہونے سے پوشیدہ ہوئے کو ایک
ہی مسلک میں مُنسلک کرتا ہے) خاص اسی ایک وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی کی تسبیح ستائے
ثناخوانی اور ذکر رب درصلواۃ ادا کرتے رہتے ہیں۔ بلا اختلاف متشابہاً اوقات میں
تمہاری طرح مؤمن لوگ جو تمہارے علاوہ دوسرے آسمان اور دوسری زمین یعنے
تمہاری اوٹ میں بستے ہیں۔ تمہاری طرح اپنی صبح اور اپنی شام اور عشیاً رچونکہ
وَلَہُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کی واوٗ عاطفہ مخاطبین وغائبین کو ازروئے
مکان کے ربط دینے کیلئے مرقوم من اللہ ہوا تھا۔ لہٰذا یہ بھی لابدی امر ہے کہ اسی
طرح زمانہ اور وقت کیلئے بھی واوٗ کا عمل ورفایدہ دکھایا جاتا۔ چنانچہ عشیاً والی واوٗ
اسی غرض سے ہے۔ کہ قطب شمالی کے جو اوقات صبح وشام مذکور ہوئے ہیں۔ انہیں
اوقات میں قطب جنوبی والے بھی عبادت میں مشغول ہونا فرض سمجھیں) میں جبکہ تم
اے مخاطبین قرآن قطب شمالی والو! تم ظہر کرتے ہو۔

دلیل ہذا کی رُو سے قطعی اور یقینی طور پر فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ تُمسون اور تُصبحون
اپنی لمبائی اور چوڑائی میں بالکل مساوی ہیں اسی طرح عشیاً جو باطن میں اور ظہر جو
ظاہر میں ہیں باہمدگر ازروئے فاصلہ اور ازروئے یکجا مذکور ہونیکے مثانی ہیں جس طرح
عشیاً والی واوٗ عاطفہ نے قطب جنوبی والوں کو تُمسون وتُصبحون پر مامور کرکے قطب
شمالی کے لوگوں سے رشتۂ اتحاد میں ملحق کر دیا ہے۔ اسی طرح وَحِیۡنَ تُظۡہِرُوۡنَ کی واوٗ
عاطفہ سے بھی یہی فایدہ ملحوظ وحاصل ہے۔ کہ اس نے قطب شمالی کے لوگوں
اور قطب جنوبی والوں کو اسپر بھی کاربند ہونیکے لئے متحد کر دیا۔ گویا جتنی نمازوں کا
پڑھنا ایک طبق پر لازم ہے۔ اتنی ہی نمازیں دوسرے طبق پر بھی فرض ہیں جس قدر
عشیاً یعنے تہجد کی شاخیں نِصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡہُ قَلِیۡلًا اَوۡ زِدۡ عَلَیۡہِ کے
مطابق تین عدد ہوتی ہیں۔ اسی طرح ظہر یعنے دلوک کی بھی تین ہی شاخیں ہوتی
ہیں جس طرح عشیاً کی حد حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الۡخَیۡطُ الۡاَبۡیَضُ مِنَ الۡخَیۡطِ الۡاَسۡوَدِ
مِنَ الۡفَجۡرِ۔ (یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے سفید تاگا سیاہ تاگا سے یعنے فجر

آیتہ زیر عنوان میں بھی مِن آناءِ الّیل الی قبل طلوع الشمس کے عرصہ میں اور مِن اطراف النہار الی قبل غروبہا کے عرصہ میں بالترتیب دو دو ہی یعنے من حیث الکل چار نمازیں روزانہ کی مراد ہو سکتی ہیں جس طرح تہجد کے وقت میں تین شاخیں قُمِ الّیلَ اِلَّا قَلِیلًا نِصْفَہٗ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ کے ذریعہ کئے ہیں۔ اسی طرح مِنْ آنَاءِ الّیل سے بھی یہی تین ٹکڑے مراد لئے گئے ہیں اور جس طرح دلوک کے سُنّتہ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِیلًا کے باوجود اِنْطَلِقُوْا اِلٰی ظِلٍّ ذِیْ ثَلٰثِ شُعَبٍ لَا ظَلِیْلٍ وَّلَا یُغْنِیْ مِنَ اللَّہَبِ اِنَّہَا تَرْمِیْ بِشَرَرٍ کَالْقَصْرِ کَاَنَّہٗ جِمٰلَتٌ صُفْرٌ آگے مطابق بڑے شدومد سے نِصْفَہٗ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیلًا اَوْ زِدْ عَلَیْہِ عائد کرکے تین ہی حصّے قائم کئے ہیں۔ اسی طرح اطراف النہار سے بھی تین ہی ٹکڑے مراد لیئے گئے ہیں نیز جسطرح عربی قانون کے رُو سے صیغہ جمع کی ابتدا تین سے ہوتی ہے۔ اسی طرح لیل ور نہار کے ابتدائی وقتوں کے ٹکڑے بھی جمع یعنی تین ہی سے شروع ہونگے۔ لہٰذا ہر ابتدائی تینتین حصّوں میں ایک ایک نماز پڑھنی جائز اور آخری چوتھے ٹکڑے میں دوسری دوسری نماز پڑھنی مطلوب و مقبول ہے۔ مزید آگے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِہَا وَمِنْ آنَاءِ الّیلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّہَارِ کے لفظ فسبح مابین من آناء الیل و اطراف النہار کے حائل ہو کر بھی ظاہر کرتا ہے کہ ہر ایک وقت کی جدا جدا نماز ادا کرنی چاہیے۔ نہ کہ شب و روز کی ایک ہی لگاتار نماز پڑھی جاوے۔

دلیل ہفتم۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَہُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْہِرُوْنَ۔ پ ۲۱ ع ۵

قطب شمالی

حِیْنَ تُمْسُوْنَ (شام)

حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ (فجر)

قطب جنوبی
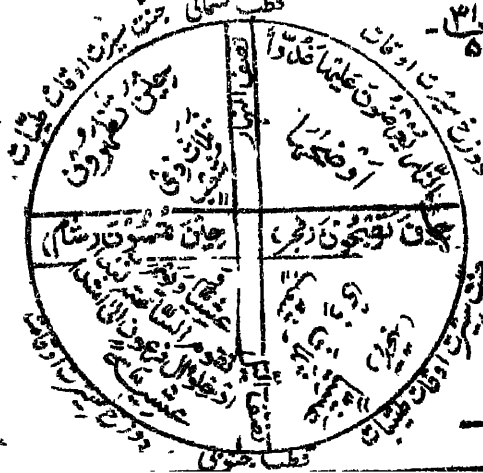
(ترجمہ) پس ذکر کے بعد متصل ہی تسبیح ساتھ تحمید رب اپنے کے پڑھا کرو قیاماً۔ قعوداً۔ رکعاً۔ سجداً و الی صلوٰۃ میں یہ تعلیم رب العالمین۔

اے قطب شمالی کے رہنے والو قرآنی لوگو عین اسوقت جب شام کرو تم۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِیْلًا وَذَرْنِیْ وَالْمُکَذِّبِیْنَ اُوْلِی النَّعْمَةِ وَمَهِّلْهُمْ قَلِیْلًا۔ پ ۲۹

(ترجمہ - اور صبر کر اس چیز پر جو یہ کہتے ہیں۔ اور چھوڑ دے ان کو چھوڑ دینا اچھا اور چھوڑ دے مجھکو اور جھٹلانے والے صاحبان آرام کے کو۔ اور ڈھیل دے ان کو تھوڑی سی)

آیۂ کریمہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ لوگوں کی عداوتوں اور مخالفتوں سے درگذر کی جاوے۔ اور تمام معاملات کو سپرد بخدا کیا جاوے۔ اور محض امداد ربانی کی دعا مانگی جاوے۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں کو معاف کردے۔

دلیل ہشتم - فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْكَارِ۔ پ ۲۴

(ترجمہ - اے رسول مقبول غم مت کھا۔ پس صبر کر۔ تحقیق اللہ کے وعدے سچ سچ اور حق ہی حق ہیں۔ تجھے لازم ہے کہ صلواۃ کی دونوں حالتوں یعنے رکوع اور سجود میں ذکر تسبیح تحمید کر اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگ۔ اور قیاماً قعوداً میں بھی ذکر تسبیح۔ تحمید اور استغفار کہہ۔
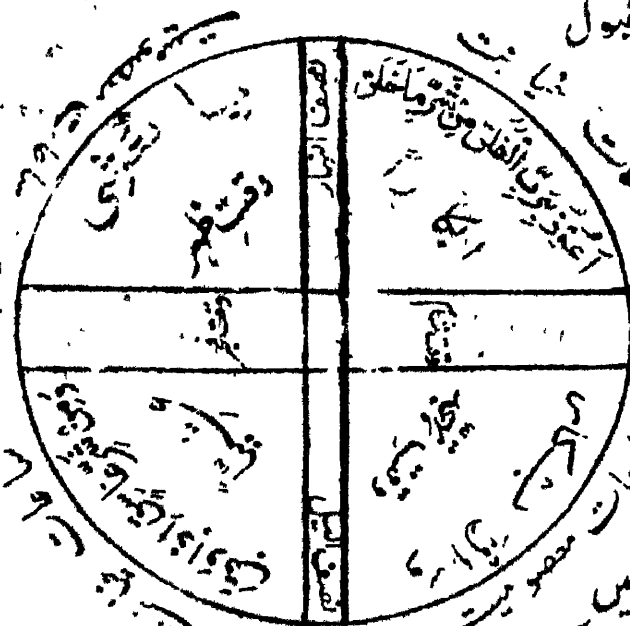
چاروں وقتوں میں۔ چونکہ اصولاً استغفار کا درجہ سب سے اخیر ہوتا ہے۔ جیسے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اور نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ سے ظاہر ہے۔ لہذا اس آیت زیر عنوان میں وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ کا پہلے مذکور ہونے سے اختلاف نہیں پڑ سکتا۔ اور نہ تسبیح تحمید

سے) تک ہے اُسی طرح مثانی ظہر کی حد بھی حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَسْوَدِ
مِنَ الْخَیْطِ الْاَبْیَضِ مِنَ الْاَرْضِ۔ (یہاں تک کہ ظاہر ہو واسطے تمہارے سیاہ
تاگا سفید تاگا سے یعنے رات سے) تک کا یقین کرنا فرض ہے۔ جس طرح عشیّاً کی
تین شاخوں میں صرف ایک ہی نماز پڑھنی جائز ہے۔ بعینہٖ اقیمو الوزن کے
مطابق ظہر کی تین ہی شاخوں میں بھی ایک ہی نماز کا ادا کرنا فرض ہے۔ جتنا
چھوٹا وقت فجر کا ہوتا ہے۔ اُتنا ہی شام کا ہے قرآن مجید میں عشیّاً غاسق کے
لئے بھی آیا ہے۔ جو ضحٰی کا سیاہ طبقہ کہلاتا ہے۔ اور یہی کے لئے بھی جو ظہر کا سیاہ
طبقہ مراد ہے۔ اور انکی تمیز اور ان کے حلال و حرام ہونے کی پہچان اول و آخر
والے کناروں کی مطابقت سے ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے عشیّۃً او ضحٰہا اور عشیّاً
و حین تظہرون سے عیاں ہے۔ عشیّاً سے مراد پردہ خفا سے ہے ضحٰی و ظہر کے اوقات
جو سورج کی موجودگی میں آشکارا ہو چکے ہیں۔ ہرگز عشیّاً یعنے باطنی پہلو نہیں
بن سکتے۔ البتہ قطب جنوبی لیلۃ وہ باطن ہو سکتے ہیں۔ محمد رسول اللہ اور انکی قوم
کو مخاطب تظہرون سے کیا گیا ہے۔ جو وقت سورج کے آشکارا ہونے سے دو بالا
ہو گئے اور عشیّاً یعنے لہ الحمد فی السّمٰوات والارض کو غائب رکھکر اسی زمین و آسمان
جس میں وہ موجود تھے کا مثانی بنایا۔ جس پر وہ قائم تھے۔ گویا ہر دو طبقات السمٰوات
والارض کے ساکنین کو بجامہ واحد ایک ہی رستے کے ساتھ شمالاً و جنوباً یکمشت
لپیٹ دینے پر آمادہ کیا گیا۔ سو جب طرف حبل اللہ المتین کے کھینچنے والے ربانی ڈرائیور
یعنے اوقات کے مفسر کریں۔ اسے شمس کا رخ ہوگا۔ اسی طرف دونوں ٹکڑوں والی دونوں
جماعتوں کا رخ ایک ہی امام الوقت کے ماتحت بوقت نماز ہونا چاہیے۔ باہم نفاق اور
فرقہ ہرگز نہ ہو۔

الغرض جب ناظرین پر صلوٰۃ مشتملہ ذکر تسبیح و تحمید کا ادا کرنا بپابندی وقت
ظاہر باہر ہو چکا تو اب آئندہ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا
کے رو سے چوتھے درجہ پر استغفار کا بالترتیب ادا کرنا بھی ذکر رب در صلوٰۃ کے ساتھ
واجب و فرض ہے۔ جس کی قدر و منزلت ما رأیت غیر آمین سے بھی بہترین مقصود ہے
جیسا آیت ذیل سے عیاں ہے۔ ملاحظہ ہو:—

اور تربیت روحانی و جسمانی کرنے پر راضی ہوتا ہے اُن لوگوں کے حق میں جو دلوک اور شام والی دونوں مغربوں میں بذریعہ عبادت ربّانی فائدہ اُٹھانا چاہیں پس تُم کونسی نعمتِ خداوادکے جھٹلا سکتے ہو × × × × × یہ تو اوقات طیّبات کی تعریف میں ہیں۔ جنکو اختیار کرنیمیں خدا کی امداد۔ رحمت و بخشش شاملِ حال رہنے کا وعدہ ہے۔ اب اوقات نحسیہ مستمرہ کا حال سُنئیے۔

علاوہ ان چار اوقات کے باقی دو اوقات ضحیٰ و غاسق والے ہیں۔ جو کہ مشرقی اور مغربی ہونے کا ساعق رکھتے ہیں۔ جنکو ملاکر اللہ یوں ارشاد فرماتا ہے۔ فَلَآ اُقْسِمُ بِرَبِّ الْمَشٰرِقِ وَالْمَغٰرِبِ اِنَّا لَقٰدِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ۔ پ ۲۹ ع ۸۔ یعنی اے رسول تو کہہ۔ پس قسم کھاتا ہوں میں ساتھ اُس پاک ذات کے جو تینوں مشرقوں یعنی (تہجّد۔ فجر اور ضحیٰ) کا پرورش کنندہ ہے۔ اور قسم کھاتا ہوں میں اُس ذات وحدہٗ لا شریک لہٗ کی جو تینوں مغربوں (دلوک شام اور غاسق) کے پیدا کرنے والا اور پرورش کرنیوالا ہے۔ اس کا فرمان نافذ ہے۔ کہ تحقیق ہم ضرور ہی قادر ہیں اس بات پر کہ بدل ڈالیں ان سے بہتر چیز کو۔ اور نہیں ہم اسکے انجام دہی میں عاجز و مقہور کئے گئے۔ یعنے ان چھ حصّوں میں واقع شدہ لوگوں میں سے جنہوں نے اوقات طیّبات اور اوقات نحسیات میں تمیز کرکے حسب منشاء ربّانی عمل کیا۔ اُن کو پروردگار ضرور ہی وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ والے آغوشِ رحمت میں لے لیگا۔ اور جنہوں نے اوقاتِ نحسیات غیر منشاءِ ربّانی عمل درآمد کیا۔ اُن کے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اکثر بھیجے جاتے ہیں اوپر تم دونوں گروہوں (جن و انس) کے شعلے آگ کے۔ عذاب کی صورت میں تاکہ ضحیٰ کی نحوست کا پتہ لگ سکے۔ کہ سورج کی شعاعوں کی مانند کس طرح کوندکو ندکر پڑتے ہیں۔ اور دھواں دھار عذاب تاکہ غاسق کی نحوست کا یقین ہو سکے۔ کہ گھٹ‌ٹوپ اندھیرے کی مانند کس طرح ہیبت ناک سانحہ رُو پذیر کرتا ہے۔ جس سے عبرت و نصیحت حاصل کرکے اوقاتِ طیّبات کے فوائد اخذ کریں۔ پس یقین جانو کہ ہرگز ان دونوں وقتوں میں عبادت کرنے سے بدلہ و ثواب نہیں لے سکتے تم۔ اور وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ۔ پ ۲۴ ع ۱۔ کی حالت میں بدل جائیگی۔ جس کا عکس روزِ قیامت

ـه اور نہیں دعا کافروں کی مگر بیچ گمراہی کے۔

اور تذکیر سے بڑھکر اسے درجہ مل سکتا ہے۔ کیونکہ ایک حالت میں ادنیٰ درجہ کا بیان کر کے یہ ظاہر کر دیا کہ یہ درجہ ذکر تسبیح اور تحمید کے بعد کا ہے۔ اور دوسری حالت میں ابتدائی منازل کا ذکر فرمایا گیا۔ تاکہ صلوٰۃ کے لازم ملزوم ارکان اور ذکر کے جملہ اجزا کا تعلق ثابت ہو۔ استغفار کو مآء غیر آسن سے اسلئے نسبت ہے کہ جس طرح بہشت کا پانی بد ذائقہ اور بگڑا ہوا نہ ہوگا۔ بلکہ ہمیشہ تازہ بتازہ نو بنو کی بہار دکھانے والا ہوگا۔ اسیطرح استغفار کو بار بار پڑھنے سے ہرگز نفرت یا تھکاوٹ نہ ہوگی۔ بلکہ جتنی دفعہ پڑھینگے۔ اُتنی ہی دفعہ تازہ بتازہ نو بنو لذت اور سرور حاصل ہوتا رہیگا۔ یہی حالت تحمید۔ تسبیح اور ذکر کی بھی ہے۔

دلیل نہم۔ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ × × × يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنْتَصِرَانِ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ - پ ۲۷ -

ترجمہ۔ اے جنو اور انسانو! تربیت روحانی وجسمانی کرنیوالا ہے۔ اُن فرمانبردار
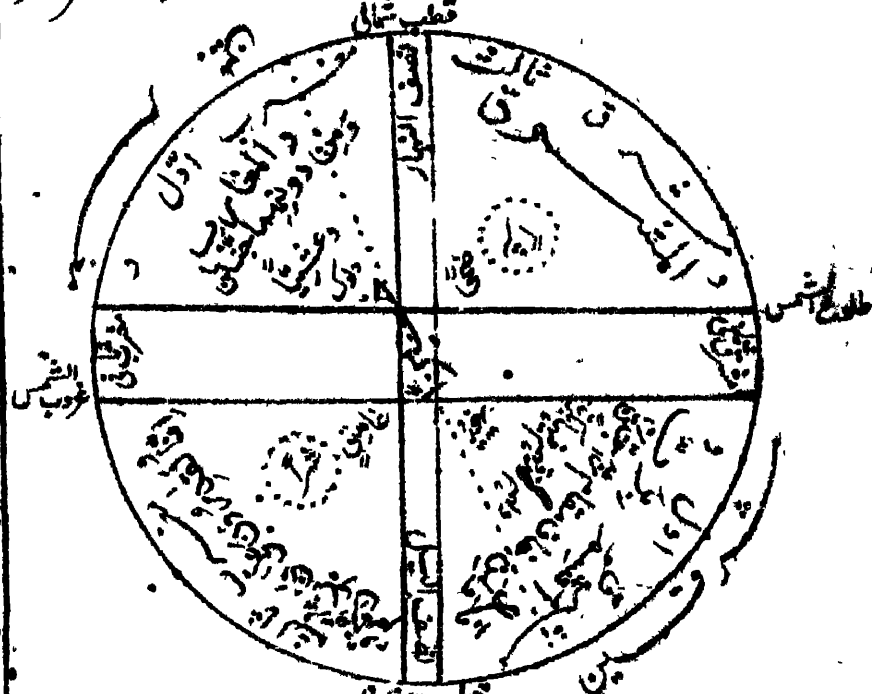
بندوں کی جو تہجد وفجر والے دونوں مشرقوں میں پرورش حاصل کرنا چاہیں

سے پس پشت پھینکنے والے نافرمانوں۔ مجرموں کو بذریعہ عذاب کے یاد دہانی کی جائیگی کہ وہ مجرم لوگ دوزخ ہی میں حمیم اور جہنم کے درمیان طواف کرائے جاینگے۔ اور علیٰ ہذالقیاس صبحؔ و عاسقؔ کے درمیان بھی عذاب میں مبتلا ہونگے کہ جب صبحؔ کا وقت ظاہر ہوگا تو وہ مشرق کی جانب منہ پھیر کر دوزخ کی سخت تپش اور شعلوں میں زقوم کھاتے ہوئے بھوک ہی بھوک محسوس کرتے ہوئے قیام۔ قعدہ۔ رکوع سجدہ جو طلوع ہی کے لوازمات شمار ہوتے ہیں ادا کرتے رہینگے۔ اور جب غاسق کا وقت نمودار ہوگا۔ تو گرم کھولتا ہوا پانی پی کر بھی پیاس سے سخت چور ہوتے رہینگے۔ گویا ایسے مجرموں کو کہیں بھی عذاب سے چھٹکارا نہ ہوگا۔ یہ ہے وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا۔ پ۲۵ کی اصل حقیقت اور کَذٰلِکَ جَزَیْنٰھُمْ بِمَا کَسَبُوْا کے مطابق معدلت شعاری کا راز۔

الغرض ناظرین کرام پر بخوبی آشکارا ہو چکا ہوگا۔ کہ باب اوّل و اختلاف الّیل والنہار کے ضمن میں نمازی خاص چار اوقات کیوں کر کالنقش فی الحجر کے مصداق کتاب اللہ سے ثابت ہوئے ہیں۔ کہ کوئی نیک دل ان آیات قرآنی کو پڑھکر انسوحیت بھلائے بغیر رہ سکے۔ پس متقین کیلئے وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّھَارِ کا قائم رہنا قولاً ورضامندی ربانی حاصل کرنیکا پہلا آلہ ثابت ہوا۔ اگر اس مالک حقیقی خالق الکل کی اس قسم کی عنایت نہ ہوتی۔ تو سبیل الرشاد کا حاصل کرنا کبھی ممکن نہ ہوتا جیسا ذیل کی آیات سے ظاہر ہے۔ کقولہ تعالیٰ :— وَھُوَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْحَمْدُ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ وَلَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ پ۲۰۔

ترجمہ۔ اور یقین جانو کہ وہی مستجمع جمیع صفات کمالات والا ہے۔ کہ نہیں کوئی معبود لائق عبادت کے مگر وہی ذات مقدس واجب الوجود۔ واحد القہار العزیز الغفار خاص اسی وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی کی حمد دور اوّل کے زمان و مکان اور دور آخر کے زمان و مکان میں لازم ہے کیونکہ یہ اسی کا حق ہے۔ اور ہر معاملات میں اسی ہی کے حکم و تعلیم کے مطابق عمل کرنا واجب و فرض ہے کیونکہ سب کائنات پر اسی کا حکم جاری ہے

سلہ۔ اور بدلا برائی کا برائی ہے مانند اسکے۔ سلہ

یوں نصیب ہوگا: ۔ یُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِیْمَاهُمْ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَالْاَقْدَامِ
×× هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ یُکَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ یَطُوْفُوْنَ بَیْنَهَا وَبَیْنَ حَمِیْمٍ
اٰنٍ - پ۲۷ ۔ ترجمہ ۔ بروز قیامت مجرم گناہگار لوگ بباعث اپنے چہرے کے
پہچانے جائیں گے۔ کہ آیا انہوں نے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
وَاسِعٌ عَلِیْمٌ پ۱ ۔ کے مطابق رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
فَاتَّخِذْهُ وَکِیْلًا ۔ پ۲۹ ۔ پر عمل کرتے ہوئے ہر دو جانب سے اللہ کی اعانت ونصرت
طلب کی ہے یا نہ دونوں طرف کی کما حقہٗ حق ادائی کی تھی یا نہ ؟ چونکہ قبلہ کا
مشرقی رُخ نصف النہار سے سمت الرّاس اور مغربی رُخ سمت الرّاس سے نصف الیل
تک ہوتا ہے جن میں مختلف اوقات کے ٹکڑے شامل ہیں۔ پس جن بدکاروں نے
نصف الیل سے سمت الرّاس کے درمیان کے مشروعہ اوقات کی نمازیں مشرق
کی جانب رُخ پھیر کر اور متوجہ ہوکر ادا نہیں کیں۔ اُن میں سے ہر ایک گناہگار پیشانی
کے بالوں سے پکڑا جائے گا۔ اور جس نے سمت الرّاس سے نصف الیل کے درمیان
والی مکتوبہ نمازیں مغرب کی طرف منہ پھیر کر نہیں پڑھیں۔ اسکو قدموں سے
پکڑ کر کھینچیں گے۔ گویا جس نے مغرب ہی کو اپنا قبلہ تصوّر کر لیا۔ اور مشرق کو
عمل میں شامل نہ کیا۔ اسکو پیشانی کے بالوں سے فرشتے پکڑیں گے۔ قدموں سے
نہیں۔ اور جس نے محض مشرق کا قبلہ اختیار کر لیا۔ اور مغرب کو باطل سمجھا۔
اُس کو محض قدموں سے پکڑینگے پیشانی کے بالوں سے نہیں۔ لیکن جس نے نہ تو
مشرقی جہت اور نہ مغربی جہت کا لحاظ و احترام کیا۔ اس کی یہی سزا مقرر ہے
کہ اُس ملعون کو دونوں طرح یعنے پیشانی کے بالوں اور قدموں سے پکڑ کر سخت ذلت سے جہنّم
رسید کرینگے۔ پھر کہا جائے گا ان مجرموں کو یہی ہے وہ ضحیٰ و غاسق والا جہنّم
جسکی سچوست دنیا میں بھی عیاں کی گئی تھی جس کے بارہ میں مجرم لوگ جھٹلاتے تھے
یاد رکھو کہ جس طرح دلوک کے ضمن میں اختلاف پیدا کرنے والوں پر بحکم واحد القہّار
العزیز ذو انتقام بروزِ قیامت تین حصّے بصورت عذاب ظاہر ہونگے۔ اسی طرح
مشرق و مغرب والا قبلہ نہ قائم کرنے والوں امام الوقت جیسے چراغ رحمانی کی سعیٔ
بلیغ کو گا نَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ - (گویا کہ وہ سرے سے جانتے ہی نہیں۔) کی حیثیت

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ۔ پ۲۰

(ترجمہ۔ اے نبی تو کہدے اگر کردیتا اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر ہمیشہ دن ہی دن روزِ قیامت تک تو اس حالت میں سوائے اللہ کے کون ہوتا معبود تمہارا کارساز کہ لاتا تم کو رات میں ساتھ گھپ اندھیرے کے۔ کہ اسمیں آرام پکڑو۔ پس کیا تم آنکھوں سے نہیں دیکھتے۔ کہ شئے سے بڑھکر دیکھنے سے زیادہ مطمئن ہوتے ہو۔)

آیات بالا مذکورات سے یہ امر تو ظاہر ہو چکا کہ خداوند کریم کی عبادت دورِ اوّل اور دورِ آخر میں کرنا فرض ہے۔ اگر خداوندِ کریم اختلاف اللیل و النہار کو پیدا نہ کرتا تو کسی صورت بھی ایک سے دوسری حالت پر آنا ممکن نہ تھا۔ اور لگاتار عبادت ہی میں مستغرق رہنا پڑتا۔ نہ تو کانوں سے کوئی حسبِ لحواہ کام لے سکتا۔ اور نہ آنکھوں سے نیک و بد کا روشناس ہوتا۔ لیکن ہماری سہولیت کو منظور فرما کر امرِ سوم کا نفاذ کردیا۔ کقولہٖ تعالیٰ :-

وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ پ۲۰۔ (ترجمہ۔ اور سنادے تو اپنی قوم کو ولہ الحکم کے رو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس قائم بالذات نے اپنے حکم سے جو اسکی خاص رحمت ہے۔ رات اور دن کو ایک دوسرے کا قائم مقام بنایا۔ تاکہ تم دن سے رات میں داخل ہوتے ہوئے آرام حاصل کرو۔ اور رات سے دن میں داخل ہوتے ہوئے اس کے فضل سے ہر قسم کی روزی و معاش تلاش کرو۔ خواہ روحانی ہو۔ خواہ جسمانی۔ الغرض جب اس حکمِ ربانی کے ذریعے فَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰى نے دن اور رات کا چکر قائم کرلیا۔ اور اس کے اوقات طیبات اور اوراد وقات نجسیات کا پتہ و نشان بھی بتادیا۔ جیساکہ ماقبل کی دلائل قرآنی سے ثابت کیا جاچکا ہے۔ تو اب اللہ تبارک و تعالیٰ امرِ چہارم والے لَعَلَّكُمْ ترجمون کے ذریعے لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ کا لباس التقویٰ پہناتا ہے۔ تاکہ تم سب کے سب بجائے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کے بپابندی اوقاتِ طیبات مشتملہ تذکیر تسبیح۔ تحمید اور استغفار بصورتِ نماز برضا و رغبت خود

اور اسی ہی کی جناب پاک میں فعلی و عملی طور پر اثابت کیا کرو۔ کیونکہ آخر کار تم سب اسی
کے دربارِ عالیہ میں پیش کئے جاؤ گے

واضح ہو کہ آیت ہذا کے ذریعہ خداوند کریم کو الحیّ القیّوم۔ فعالٌ لما یرید اور کار
ساز حقیقی یقین کرنیکے لئے چار امور کو ملحوظ رکھنے کا امر ہے۔ (اول) لہ الحمد فی الاولیٰ
کے مطابق ہر ابتدائی مکان و زمان اور ہر ابتدائی رکن صلواۃ میں حمد باریتعالیٰ زبان
سے اور دل سے جاری ہو۔ (دوم) لہ الحمد فی الآخرۃ کے موافق ہر انتہائی مکان و زمان
بالخصوص ہر انتہائی رکن صلواۃ میں بھی اسی مالک یوم الدین کی حمد کیجاوے۔
(سوم) ولہ الحکم کے رُو سے ہر ابتدائی مکان و ہر ابتدائی زمان اور ہر ابتدائی رکن
صلواۃ علیٰ ہذا القیاس انتہائی زمان و مکان و رکن صلواۃ میں جیسے وہ حکم کرے ویسے
ویسے اسکی حمد و ثنا ادا ہو۔ نہ کہ خود ساختہ طریق عمل سے۔ (چہارم) و الیہ
ترجعون کے ایما پر عمل کرتے ہوئے حرکات و سکنات خدائی تعلیم کے مطابق
سرانجام ہوں۔ نہ خود تراشیدہ وہم و گمان سے۔

اب اللہ تبارک و تعالیٰ ان مذکورہ چہار امورات کی خود متصل ہی تفصیل
فرماتا ہے۔ تاکہ ہر خیال و مقال کا آدمی بخوبی واقف اسرار ربانی ہو سکے۔ ملاحظہ ہو
امر اول کے متعلق ارشاد ہوا۔ قُل اَرَءَیتُم اِن جَعَلَ اللّٰہُ عَلَیکُمُ الَّیلَ سَرمَدًا
اِلٰی یَومِ القِیٰمَۃِ مَن اِلٰہٌ غَیرُ اللّٰہِ یَاتِیکُم بِضِیَآءٍ اَفَلَا تَسمَعُونَ۔ پ۲۰۔
یعنے اے رسول تو کہہ۔ لَہُ الحَمدُ فِی الاُولٰی سے یہ مطلب نہ سمجھنا کہ ساری رات یا سارا
دن اور ایک ہی حالت میں حمد ہی حمد کہتے جاؤ۔ اس طرح آدمی بر سر نہیں آ سکتا اور
اللہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفسًا اِلَّا وُسعَہَا۔ پ۳۔ (نہیں اللہ تکلیف دیتا کسی نفس کو مگر
اسکی طاقت برداشت کے مطابق) کے خلاف اپنے سر وبال سہیڑنا اور چند یوم کے بعد تھکا
سے چُور ہو کر بے عمل ہو جانے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ کیا تم نے غور نہیں کیا کہ اگر رہنے دیتا
اللہ تعالیٰ تم پر ہمیشہ قیامت کے روز تک رات ہی رات تو کون ہوتا تمہارا معبود
سوائے اللہ کے جو لا دے تمکو دن میں ساتھ روشنی کے۔ پس کیا نہیں تم سنتے کیونکہ
یہ بدیہی بات ہے۔ کہ تم اندھیرے میں بباعث ہر سُو خاموشی طاری ہونیکے اچھی
طرح سن سکتے ہو مگر دیکھ نہیں سکتے۔ اسی طرح امر دوم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-